قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 05 مئی 2022ء | 04 شوال 1443 ہجری قمری | 05 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:107

ارشادِ باری تعالیٰ

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾

(النحل:126)

ترجمہ: اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا رب ہی اسے، جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو، سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عَنۡ أَبِي مَسۡعُوۡدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلدَّالُ عَلَى الۡخَيۡرِ كَفَاعِلِهٖ

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 628)

ترجمہ: حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

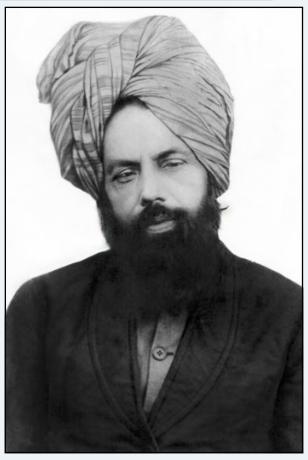

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پا کر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پاکر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے۔ اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ (النحل:126) پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی۔ اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بدزبانی انتہا تک پہنچ گئی اور ہمارے سید و مولیٰ، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُرشر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقضِ امن پیدا ہو تو اس وقت ہم نے اس حکمت عملی کو برتا۔‘‘

(البلاغ، (فریادِ درد) روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 385)

’’آیت جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مداہنہ کر کے خلافِ واقعہ بات کی تصدیق کر لیں۔ کیا ہم ایسے شخص کو جو خدائی کا دعویٰ کرے اور ہمارے رسول کو پیشگوئی کے طور پر کذّاب قرار دے اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو رکھے، راستباز کہہ سکتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا مجادلہ حسنہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ منافقانہ سیرت اور بے ایمانی کا ایک شعبہ ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 305 حاشیہ)

فرمانِ خلیفۂ وقت

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو بات بیان فرمائی وہ حکمت کے ساتھ تبلیغ ہے۔ یہ حکمت کیا چیز ہے؟ حکمت کے بڑے وسیع معنی ہیں اور کامیاب تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ان معانی کا ہمیں علم ہو تا کہ اپنی تبلیغ میں ان باتوں کو ہم مدّ نظر رکھیں۔ حکمت کے ایک معنی علم کے ہیں۔ تبلیغ کرنے کے لئے علم بھی ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ان کو تو بہانہ مل گیا کہ ہمارے پاس علم نہیں ہے اس لئے ہم تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اس زمانے میں یہ بہانہ بھی کوئی بہانہ نہیں ہے۔ ہمیں علمی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے دلائل سے لیس کر دیا ہے اور جماعتی لٹریچر میں اس علم کو مہیا کر دیا گیا ہے کہ معمولی سی کوشش بھی کافی حد تک علمی مضبوطی عطا کر دیتی ہے۔ پھر سوال و جواب کی صورت میں آڈیو ویڈیو مواد موجود ہے۔ پھر ویب سائٹس ہیں۔ بہت سے لوگ جب ان کو پیغام پہنچایا جائے تو ان میں سے بعض غیر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس اس وقت لمبی بحث کا وقت نہیں ہے۔ انہیں پمفلٹ بھی دیئے جا سکتے ہیں اور ویب سائٹس کے پتے بھی دے دیں تو جو دلچسپی رکھنے والے ہیں وہ بہت سارے ایسے ہیں جو دلچسپی رکھتے ہیں جس کا ان کے پاس فوری وقت نہیں ہوتا لیکن بعد میں معلومات لے لیتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے مجھے خود بتایا کہ انہوں نے اس طرح معلومات لیں۔ پس ایک تو پہلے اپنا علم بڑھانے کی ضرورت ہے تا کہ جن سے علمی گفتگو ہونی ہے ان سے اس طریق سے بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- آہستہ آہستہ (منظوم)
- شادی بیاہ پر بیوٹی پارلرز سے تیاری اور بے پردگی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- حضرت شیخ زین الدین محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ۔ بمبئی کا تعارف
- آؤ! اُردو سیکھیں
- تین سوالات کے جوابات
- سکاٹون ریجنل انٹر فیتھ سمپوزیم
- لنڈن جماعت، گیانا کا چوتھا ریجنل جلسہ
- سیاست اور اخلاقیات
- جو اجازت ہو تو عاشق۔۔۔
- Shimaoré زبان میں احمدیت کا تعارف

دربارِ خلافت

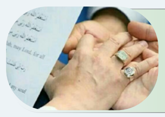

مردوں اور عورتوں کے لئے پردہ کے احکام

ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے سوال کیا کہ:

حضور! میرا سوال ہے کہ عورتوں کے لئے پردہ کے احکامات اسلام میں موجود ہیں لیکن اس حوالہ سے مردوں کے لئے کیا حکم ہے اور ہم اسے غیر مسلم پر کس طرح سے واضح کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’دیکھیں! جہاں عورتوں کو حکم ہے یہ کہ اپنی نظریں نیچی کرو اور اپنے چہروں کو چھپاؤ۔ اس سے پہلے مردوں کو حکم ہے، اس سے پہلی آیت میں، کہ اپنی نظریں نیچی کرو اور عورتوں کو پٹر پٹر نہ دیکھا کرو۔ جو مرد کی فطرت ہے وہ ایسی ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم دیا ہے مرد کو، کہ عورتوں کو نہ دیکھو نظریں نیچی رکھو۔ اور ایک حقیقی اسلامی معاشرہ میں یہ ہوتا ہے۔

جب اخلاق بگڑ جائیں، جب دینی قدریں نہ ہوں، جب دین سے دور انسان ہو جائے، دنیا دار بن جائے، تو پھر دنیاوی چیزیں، دنیاوی خواہشات رہ جاتی ہیں۔ تو اس لئے اسلام عورت کو تو بچانے کے لئے کہتا ہے کہ مرد کی جو فطرت ہے اُس نے تو باز نہیں آنا، باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، کہ نظریں نیچی کرو اور نہ دیکھو عورتوں کو، اس کے باوجود اُس نے ایسی حرکتیں کرنی ہیں۔ اس لئے قرآن شریف نے یہ بھی لکھا ہے کہ مردوں سے بات کرتے ہوئے تمہارے لہجہ میں ذرا، تھوڑی سی سختی ہونی چاہئے، تا کہ کوئی تمہاری نرم آواز سے غلط مطلب نہ لے لے۔ تو یہ انسانی جو فطرت بنائی ہوئی ہے اُس کے تقاضہ کے تحت احکامات ہیں اور عورت کو protection (تحفظ) دینے کے لئے پردہ کا حکم ہے، نہ کہ عورت پر ظلم کرنے کے لئے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پہلے اگر تم مردوں کی اصلاح کر لو اور ضمانت دے دو کہ مردوں کی اصلاح ہو گئی ہے تو پھر میں تمہیں کہوں گا کہ ہاں عورتوں کے پردہ میں relaxation (سہولت) ہونی چاہئے۔ لیکن مردوں کی اصلاح نہیں ہوتی۔ جب آدم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا مقام دیا اس وقت شیطان نے جب انکار کیا، ابلیس نے جب انکار کیا اور پھر یہ کہا اللہ تعالیٰ کو کہ مجھے مہلت دے کہ میں (اپنے) پیچھے چلانے کی کوشش کروں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ٹھیک ہے میں تمہیں مہلت دیتا ہوں اور جو لوگ میرے صحیح بندے ہیں، جو حقیقی بندے ہیں، جو میرے حکموں پر چلنے والے ہیں، وہ تمہارے پیچھے نہیں چلیں گے۔ لیکن پھر بھی شیطان نے یہی challenge (چیلنج) دیا تھا کہ اکثریت میرے پیچھے ہی چلے گی۔ اور یہی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ اکثریت تمہارے پیچھے نہیں چلے گی۔ بلکہ یہی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثریت شیطانوں کے پیچھے ہی چلتی ہے۔ شیطانی خیالات ہی رکھتے ہیں۔ نیک لوگ کم ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ اس لئے جو مومن عورتیں ہیں اُن کو یہی حکم ہے کہ تمہیں خود ہی اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، ایک فاصلہ رکھو مردوں سے، اور کھلے طور پر ظاہر نہ ہو، کھلے طور پر mix (گھلنا ملنا) نہ ہو، اور جب بات کرو تو تب بھی ایسے لہجہ میں بات کرو کہ کوئی تمہاری بات سے غلط message (مطلب) نہ لے لے۔ تو حکم تو دونوں کو ہیں، نیکی کرنے کے اور پردہ کرنے کے۔‘‘

(This Week with Huzoor مؤرخہ 18 فروری 2022ء

مطبوعہ الفضل آن لائن 14/ مارچ 2022ء)

آج کی دعا

رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ، وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي، وَكُلُّ ذَالِكَ عِنْدِي، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبیؐ اللّٰھم اغفرلی حدیث نمبر 6398)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے میری خطا بخش دے اور میری لاعلمی اور میری اپنے ہر کام میں زیادتی جسے تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے میری خطائیں اور جو میں نے عمداً کیا اور میری لاعلمی اور میرا بھولنا اور وہ سب جو میرے پاس ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے وہ تقصیرات، جو میں نے پہلے کیں اور جو بعد میں کیں اور جو میں نے چھپایا اور جو میں نے علانیہ کیا۔ تُو آگے کرنے والا ہے اور تُو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ اور تُو ہر ایک چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

یہ ہمارے سید و مولیٰ، مقدس الانبیاء، خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوبصورت اور جامع دعائے مغفرت ہے۔

حضرت ابوبُردہ بن ابوموسیٰؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

آہستہ آہستہ

سمجھ آئے محبت کے امور آہستہ آہستہ
اتر آیا طبیعت میں سرور آہستہ آہستہ

محبت جب قدم رکھ دے کسی بھی دل کے آنگن میں
نکل جاتا ہے اس دل سے غرور آہستہ آہستہ

بساتے ہیں جو شہروں کو محبت سے عقیدت سے
وہی آباد کرتے ہیں قبور آہستہ آہستہ

ہدایت ساتھ نہ ہو تو زر و دولت کی کثرت سے
دماغوں میں اتر آئے فتور آہستہ آہستہ

اسے بس وقت کا مرہم شفایابی دلائے گا
ہوا جو وقت کے زخموں سے چور آہستہ آہستہ

بہت دلکش بھی ہو منظر گھٹن جب بڑھتی جاتی ہے
تو اُڑ جاتے ہیں باغوں سے طیور آہستہ آہستہ

کوئی دکھ دل میں بو کر آبیاری روز کرنے سے
وہ بنتا ہے شجر اک دن ضرور آہستہ آہستہ

تعلق ٹوٹ جائے جب کسی دیرینہ ہمدم سے
تو ہو جاتا ہے یادوں سے بھی دور آہستہ آہستہ

جو اک تحریر لکھی تھی حرم کے پاسبانوں نے
وہ اب مٹنے لگی ہیں سب سطور آہستہ آہستہ

اندھیری رات بالآخر ہوئی ہے ختم صدیوں کی
مگر ہو گا اجالے کا ظہور آہستہ آہستہ

بہت تسکین ملتی ہے روایت جب یہ سنتا ہوں
معاف ہو جائیں گے آخر قصور آہستہ آہستہ

بظرفِ استطاعت، التجا ہے آپ سے میری
کرم مجھ پر کریں لیکن حضور آہستہ آہستہ

یہ ممکن ہی نہیں لمحوں میں حاصل سب مہارت ہو
کسی بھی فن پہ ہوتا ہے عبور آہستہ آہستہ

نجیب احمد نے رکھا ہے قدم شعروں کی دنیا میں
سمجھ جائے گا غزلوں کی بحور آہستہ آہستہ

نجیب احمد فہیم

اداریہ

شادی بیاہ پر بیوٹی پارلرز سے تیاری اور بے پردگی

آج کل رمضان کے بعد شادیوں کا موسم شروع ہونے والا ہے۔جس میں وقت کی پابندی بالعموم نہیں ہوتی اس ضمن میں ایک اداریہ اس سے قبل اخبار کی زینت بن چکا ہے۔ زیر نظر اداریہ میں بیوٹی پارلرز سے تیاری اور بے پردگی زیر بحث لانی مقصود ہے۔

اس ضمن میں خاکسار اپنی گزارشات کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد سے کرتا ہے۔جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان خوشی کے مواقع پر اسلام میں بیان کردہ حدود کو بھی عبور کر جاتا ہے۔ اس لئے اسلامی حدود کو عبور کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ان حدود میں ایک حد بے پردگی کی ہے۔جس کا آغاز بیوٹی پارلر سے ہوتا ہے۔شادی بیاہ کے موقع پر یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ اگر پردہ میں کسی حد تک نرمی کر دی جائے تو خیر ہے۔اسی لئے

1. بیوٹی پارلرز سے تیاری کے بعد اپنی گاڑی تک آنا اور پھر اُتر کر شادی ہال یا مارکی تک بے پردہ جانا یہ بے پردگی کے زمرہ میں آتا ہے۔
2. بیوٹی پارلرز میں تیاری کے بعد فوٹو سیشن کروانا۔ اور پھر شادی کے موقع پر مہندی پر جسے اب الگ سے ایک فنکشن تصور کیا جانے لگا ہے۔ نکاح پر، پھر ولیمہ پر الگ الگ سے فوٹو سیشن اور غیر مرد فوٹو گرافرز کے سامنے جا کر مختلف پوز بنا کر اور بے پردہ ہو کر فوٹو کھنچوانا بے پردگی ہی ہے۔
3. کھانا غیر مرد بیروں کے ذریعہ serve کروانا بھی بے پردگی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اپنے ہاں احمدی بچیاں فوٹو گرافی سیکھیں جو احمدی فنکشنز پر فوٹو گرافی کریں اور کھانا بھی احمدی بچیوں، عزیز و اقارب سے serve کروایا جائے۔ چنانچہ لندن میں مَیں نے بارہا دیکھا ہے کہ جماعتی فنکشنز بالخصوص شادیوں پر احمدی بچیاں profession کے طور پر فوٹو گرافی کرتی ہیں۔ وہی ویڈیو گرافی کے بعد ڈبنگ اور مکسنگ کر کے ایک گلدستہ کی صورت میں البم یا ویڈیو بنا کر دیتی ہیں اور کھانا بھی احمدی بچیاں ہی serve کرتی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر لندن میں ایسا ہو سکتا ہے تو پاکستان میں لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں کیوں نہیں؟ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو بالخصوص انصار کو لجنہ کے فنکشنز پر تعاون کرنے کا مکلف فرمایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ لندن میں انصار عورتوں کے فنکشنز پر تمام انتظامات اپنے ذمہ لے لیتے ہیں بلکہ برتن تک دھو دیتے ہیں۔

4. یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات خواتین ناواقفیت میں شادی کے مواقع پر بے پردہ ہو کر ہال، پنڈال یا مارکی سے باہر بلکہ سڑک پر آ کر بارات کا استقبال کر رہی ہوتی ہیں اور دولہے اور باراتی خواتین پر گل باشی بھی کرتی ہیں۔
5. دلہن کو برقعہ میں یا چادر اوڑھ کر الوداع کرنا ہمارا شعار رہا ہے۔ اب چادر کیا دوپٹہ کو بھی خیر باد کہا جا رہا ہے کہ بال خراب ہو جاتے ہیں۔ پھر دلہن کو گاڑی تک رخصت کرنے کے لئے اس کے ماں باپ و دیگر خواتین جاتی ہیں اور وہاں اس وقت تک بے پرد کھڑی رہتی ہیں جب تک دلہن روانہ نہ ہو جائے۔ اکثر اوقات تو فوٹوز اور ویڈیو گرافرز کی وجہ سے الوداع میں نصف گھنٹہ بھی لگ جاتا ہے۔ جو وقت کے ضیاع میں آتا ہے۔
6. پھر بے پردگی کی ایک صورت آج کل گاڑی میں بے پرد بیٹھنا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ بھی بے پردگی کی ایک صورت ہے۔
7. آج کے دور میں ایک نحوست ایشیائی ممالک میں ڈرون کی صورت میں ہمارے معاشرے پر لاگو کی جا رہی ہے۔ ایک تو ڈرون کا لفظ ذہن میں آتے ہی ’’خفیہ حملے‘‘ آتے ہیں۔ وہ باپردہ عورتوں کی خفیہ انداز میں فوٹو بنا کر لے جاتا ہے۔ اور ہم بڑے فخریہ انداز میں اس امر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ شادی میں ڈرون بھی موجود تھا۔ بلکہ ایک بچے نے تو ڈرون کو ہوا دیتے دیکھ کر اس امر کا اظہار کر دیا کہ دیکھو! گرمی کی وجہ سے انہوں نے ہوائی پنکھے کا بھی انتظام کر رکھا تھا۔ یہ تمام چونچلے اپنی ناک بلند کرنے، خاندان کی کبریائی کے لئے کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو ’’پھر لوگ کیا کہیں گے‘‘؟۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ کبریائی تو صرف زیبا ہے ربِّ غیور کو۔
8. شادی کے موقع پر فوٹو گرافی اور فوٹو سیشن کے after shocks کے ذریعہ جو بے پردگی ہوتی ہے وہ بہت تکلیف دہ، ہولناک اور مستقبل کے لئے بہت خطرناک ہے۔ جیسے

I. فوٹو گرافی کے لئے مختلف کیمرے استعمال ہوتے ہیں۔ ان تمام کیمروں کی ویڈیو کو مکسنگ اور ڈبنگ کے مراحل سے جب گزارا جاتا ہے تو غیر محرم عورتوں کی تمام اداؤں اور حرکتوں کو نوٹ کرتے، تبصرے کرتے اور بسا اوقات بار بار Reverse کر کے دیکھتے ہیں۔ پھر مکسنگ کے سٹوڈیو میں مالک اور دیگر کارندوں کے ساتھ ان کے دوست احباب بھی آ کر بیٹھتے ہیں اور وہ بھی کمپیوٹر کی سکرین سے بے پرد عورتوں کو دیکھتے ہیں۔ اور یوں بے پردگی کا دائرہ جہاں بڑھ رہا ہوتا ہے وہاں متاثرہ خاندان پر یہ خطرات بھی منڈلا رہے ہوتے ہیں کہ کہیں کوئی فوٹو ہی اپنے cell فون یا کمپیوٹر میں بلیک میل کرنے کے لئے محفوظ نہ کر لے۔

II. STILL کیمروں سے لی گئی فوٹوز کو بھی سٹوڈیو میں انہی مراحل یا قدرے کم میں سے گزارا جاتا ہے۔ ان فوٹوز کو دھلائی کے بعد enlarge کروایا جاتا ہے۔جس میں بسا اوقات دوسرے سٹوڈیوز اور کارندے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ان تمام سے بے پردگی ہو رہی ہوتی ہے۔

III. آج کل انڈین البم متعارف ہو رہی ہیں۔ اور ان میں دولہا، دلہن، ان کے عزیز و اقارب اور بعض دیگر مدعووین کی فوٹوز ان کی اجازت کے بغیر مختلف اسٹائلز کے ساتھ چسپاں کروائی جاتی ہیں۔ اور ان تمام مراحل کے لئے سٹوڈیو والے اور دیگر افراد کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔جن سے بے پردگی ہوتی ہے۔

IV. آج کل بڑے شہروں میں فوٹوز کو فریم کروا کر گھروں میں لگایا جاتا ہے۔جس کے لئے الگ سے ایک اور شعبہ کی خدمات لی جاتی ہیں۔ جو بے پردگی کا موجب بنتی ہے۔

V. شادی والے گھر میں شادی کے بعد آنے والے مہمانوں کو بڑے فخر سے وہ تمام البم، پورٹریٹ اور دیواروں پر زینت بنی فریم شدہ فوٹوز دکھلائی جاتی ہیں۔ اور یوں بے پردگی ہوتی ہے۔

VI. ڈرون کے ذریعہ بنائی گئی وڈیو کو پھر عام فوٹو گرافر کھول کر فنکشنل میں نہیں لا سکتا۔ اس کے لئے الگ سے ایک ادارہ یا شعبہ کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ الغرض فوٹو گرافی سے ایک لامتناہی بے پردگی کا دروازہ کھلتا ہے جس کو بند کرنا یا دوبارہ lock کرنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ جیسے کسی خوفناک جِنّ کو کسی بوتل میں بند کرنا محال ہوتا ہے۔

ہم فوٹو گرافی پر بے جا اسراف کرتے ہیں مگر یہ بات بالعموم دیکھی گئی ہے کہ مکسنگ اور ڈبنگ کے بعد جب CD یا کیسٹ گھر آتی ہے تو دیکھنے کے لئے وقت بھی میسر نہیں ہوتا اور دیکھے بغیر ہی کیسٹ گھر میں پڑی رہتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں کی یہ رقم اگر کسی غریب فیملی کی بچی کی شادی پر لگا دی جائے تو موجب ثواب ہو گی۔

اگر اسلام میں ہونے والی شادیوں کو دیگر مذاہب میں ہونے والی شادیوں سے موازنہ کیا جائے تو ایک عجیب و غریب تجزیہ سامنے آتا ہے۔ اسلام میں ہونے والی شادیوں میں بالعموم باپردہ خواتین بے پرد نظر آتی ہیں جبکہ غیر مذاہب کی شادیوں میں بے پرد خواتین باپردہ نظر آتی ہیں۔ ان کے نہ بال خراب ہو رہے ہوتے ہیں اور نہ میک اپ وغیرہ۔

اب تو گزرتے زمانہ میں مردوں کے بیوٹی پارلرز الگ سے کھل گئے ہیں۔ جہاں نوجوان نسل شادی و دیگر فنکشنز سے قبل تیار ہوتے اور بے جا وقت اور رقم ضائع کرتے ہیں۔ اگر شادی بیاہ کے موقع پر حکومتی پابندیوں کو ہم اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں۔ رات دس بجے سے قبل ہم فنکشنز کو ختم کرتے بلکہ ون ڈش کی بھی پابندی کرتے ہیں۔ تو پھر حاکم اعلیٰ، اللہ تعالیٰ جس نے ہم کو پیدا کیا۔ صحتمند جسم دیا، صلاحیتیں دیں اور نعماء عطا کیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان نعماء کا درست استعمال کرتے ہوئے اس حاکم اعلیٰ کے وضع کردہ تمام اصول و ضوابط اور تعلیمات کی پابندی بھی اپنے اوپر لازم کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیت میں داخلے کے لئے جو 10 شرائط مقرر فرمائیں۔ ان میں سے تیسری شرط یوں ہے۔

’’یہ کہ اتباع رسم و متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسولؐ کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔‘‘

کیمرہ کے ذریعہ اچھی، عمدہ اور اسلامی باتیں ریکارڈ کی جا سکتی ہیں۔ لیکن کیمرہ سے لوگ بچتے بھی ہیں۔ جیسے بڑی شاہراہوں پر سفر کریں تو ہم کیمروں پر نظر رکھتے ہیں۔بعض جگہوں پر لکھا بھی ہوتا ہے کہ آپ کو کیمرے کی آنکھ دیکھ رہی ہے۔ اگر ہم شادی بیاہ کے موقعوں پر اس کو مدنظر رکھیں تو کافی حد تک ہم ویڈیو گرافی اور بے پردگی سے بچ سکتے ہیں۔ ویسے بھی ہر انسان کو اپنے اندر کے کیمرے پر بھی نظر رکھنی چاہئے کہ کہیں وہ ہماری غلط، بُری اور غیر اسلامی حرکات کو تو ریکارڈ نہیں کر رہا جو ہماری عارفانہ خورو بین، اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اعمال کو بڑا کر کے پیش کرے گی اور ہمارے پاس اس وقت کوئی جواب نہ ہو گا۔ اس وقت سے ڈرنا چاہئے اور ان معاملات میں اپنی اور اپنے اہل خانہ کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

(ابو سعید)

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 27

دعا ایک موت ہے

دعا صرف لفظوں کا نام نہیں کہ موٹے اور عمدہ عمدہ لفظ بول لئے بلکہ یہ اصل میں ایک موت ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:61) کے یہی معنے ہیں کہ انسان سوز وگداز میں اپنی حالت موت تک پہنچاوے مگر جاہل لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف اکثر دھوکا کھاتے ہیں۔ جب کوئی خوش قسمت انسان ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ دنیا اور اس کے افکار کیا شئے ہے۔ اصل بات تو دین ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہوا تو سب ٹھیک ہے ۔

شب ِ تنور گذشت و شبِ سمور گذشت

یہ زندگی خواہ تنگی سے گزرے خواہ فراخی سے وہ آخرت کی فکر کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 227-228)

صدق و وفا سے کام لینے والے کی دعا قبول ہوتی ہے

خدا تعالیٰ کا مزہ اسے آتا ہے جو اسے شناخت کرے اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اٹھاتا اس کی دعا کھلے طور پر قبول نہیں ہوتی۔ اور کوئی نہ کوئی حصہ تاریکی کا اسے لگا ہی رہتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف ذرا سی حرکت کرو گے تو وہ اس سے زیادہ تمہاری طرف حرکت کرے گا۔ لیکن اول تمہاری طرف سے حرکت کا ہونا ضروری ہے۔ یہ خام خیالی ہے کہ بلا حرکت کئے اس سے کسی قسم کی توقع رکھی جاوے یہ سنت اللہ اسی طریق سے جاری ہے کہ ابتدا میں انسان سے ایک فعل صادر ہوتا ہے پھر اس پر خدا تعالیٰ کا ایک فعل نتیجۃً ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص اپنے مکان کے کُل دروازے بند کر دے گا تو یہ بند کرنا اس کا فعل ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا فعل اس پر یہ ظاہر ہوگا کہ اس مکان میں اندھیرا ہو جاوے گا لیکن انسان کو اس کوچہ میں پڑ کر صبر سے کام لینا چاہیئے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 229-230)

دعائیں بہت کیا کرو

نماز ایسے ادا نہ کرو۔ جیسے مرغی دانے کے لئے ٹھونگ مارتی ہے بلکہ سوز وگداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز وگداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز وگداز نہ ہو اسے ترک مت کرو کیونکہ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے چاہیئے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے جب یہ حالت ہوگی تو گناہ دور ہونے شروع ہو جاویں گے۔ معرفت بھی ایک شئے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے۔ جیسے جو شخص سم الفار سانپ اور شیر کو ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہیں جاتا۔ ایسے جب تم کو معرفت ہوگی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھے گا اور نماز خود دعا ہے۔ نماز کو جس قدر سنوار کر ادا کرو گے اسی قدر گناہوں سے رہائی پاتے جاؤ گے۔ معرفت صرف قول سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ بڑے بڑے حکیموں نے خدا کو اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کی نظر مصنوعات پر رہی اور دعا کی طرف توجہ نہ کی۔ جیسا کہ ہم نے براہین میں ذکر کیا ہے۔ مصنوعات سے تو انسان کو ایک صانع کے وجود کی ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ایک فاعل ہونا چاہیئے لیکن یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ ہے بھی۔ ہونا چاہیئے اور شئے ہے اور ہے اور شئے ہے۔ اس ہے کا علم سوائے دعا کے حاصل نہیں ہوتا۔ عقل سے کام لینے والے ہے کے علم کو نہیں پا سکتے۔ اسی لئے ہے کہ خدا را بخدا تواں شناخت لا تدرکہ الابصار کے بھی یہی معنے ہیں کہ وہ صرف عقلوں کے ذریعہ سے شناخت نہیں کیا جاسکتا بلکہ خود جو ذریعے اس نے بتلائے ہیں ان سے ہی اپنے وجود کو شناخت کرواتا ہے اور اس امر کے لئے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (الفاتحہ 6-7) جیسی اور کوئی دعا نہیں ہے۔

...یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہوسکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے۔ جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جاوے تب تک سچا تقوٰی حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہیئے۔ اب سوال ہوسکتا ہے کہ اسے کیسے طلب کرنا چاہیئے تو اس کے لئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے جیسے ایک کھڑکی سے اگر بدبو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یا اس کھڑکی کو بند کرے یا بدبودار شئے کو اٹھا کر دُور پھینک دے۔ پس کوئی اگر تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار چھوڑتا ہے۔ ہر ایک عطاء الٰہی کو اپنے محل پر صرف کرنا اس کا نام تدبیر ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ ہاں جو نری تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا میں مبتلا ہے جس میں یورپ ہے۔ تدبیر اور دعا دونوں کا پورا حق ادا کرنا چاہیئے۔ تدبیر کر کے سوچے اور غور کرے کہ میں کیا شئے ہوں۔ فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ ایک دن اور رات جس کی دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا۔ ہر روز دیکھنا چاہیئے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔ نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ اکثر لوگ رسمی نماز ادا کرتے ہیں اور بہت جلدی کرتے ہیں جیسے ایک ناواجب ٹیکس لگا ہوا ہے۔ جلدی گلے سے اتر جاوے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دگنا تگنا وقت لے لیتے ہیں حالانکہ نماز تو خود دعا ہے جس کو یہ نصیب نہیں ہے کہ نماز میں دعا کرے

اس کی نماز ہی نہیں۔ چاہیئے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کرلو ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔

نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذات جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔

نماز خواہ نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہوسکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہوجائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا۔ لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ (بنی اسرائیل:73) آئندہ کے سب وعدے اسی سے وابستہ ہیں۔ ان باتوں کو ہم نے فرض جان کر بتلا دیا ہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 367-371)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت شیخ زین الدین محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ۔ بمبئی

بھارت کے سب سے بڑے شہر ممبئی (سابقہ بمبئی) میں احمدیت کا آغاز 1892ء میں ہو گیا تھا اور سب سے پہلے احمدی ہونے والے بزرگ حضرت منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب تھے۔ آپ اُس وقت کے ایک مشہور تاجر ڈیوڈ ساسون (David Sassoon) کی کپڑے کی مِل میں انجنیئر تھے۔ قبول احمدیت کے ساتھ ہی آپ کو جماعت احمدیہ کے دوسرے تاریخی جلسہ سالانہ منعقدہ 27؍دسمبر 1892ء بمقام قادیان میں شامل ہونے کی توفیق ملی، شرکاء جلسہ کے اسماء حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' کے آخر میں درج فرمائے ہیں جس میں آپ کا نام 49ویں نمبر پر ''شیخ زین الدین محمد ابراہیم پچ پھگلی کالی چوکی بمبئی انجنیئر کلاتھ مینوفیکٹری'' درج ہے۔

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 618)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد اخلاص و وفا میں ترقی کرتے ہوئے تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت اقدسؑ کے خاص محبین میں شامل ہو گئے۔ حضور علیہ السلام اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں اپنی فتح اور کامیابی کے نشانوں میں اپنے بعض مخلص احباب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور ہمارے مخلص دوست منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجنیئر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بمبئی میں اُن کا کوئی نظیر بھی ہے۔'' (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315 حاشیہ) اسی کتاب میں درج 313 کبار صحابہ کی فہرست میں آپ کا نام 238 نمبر پر شامل ہے۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے دیگر جگہوں پر مختلف حوالوں سے آپ کا نام درج فرمایا ہے۔ ایک موقع پر حضور اقدسؑ مخالفین کو اپنے الہام کی صداقت کے ثبوت میں فرماتے ہیں: ''.... اور کہاں ہے بمبئی جس میں منشی زین الدین ابراہیم جیسے مخلص پُر جوش طیار کئے گئے ....'' (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 67) اخبار بدر 21 نومبر 1902ء صفحہ 31 پر حضور علیہ السلام نے بمبئی سے آپ کے طاعون کے لیے تجربہ شدہ اور مفید علاج میگنیشیا سالٹ کا نسخہ بھجوانے کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر حضرت اقدسؑ اپنے ایک مکتوب بنام حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں: ''.... اس وقت میں انہیں رسائل کی تالیف میں مشغول ہوں جن کا آتھم سے تذکرہ ہوا تھا چونکہ بعض میں یہودیوں کی شہادتیں درکار تھیں اس لئے میرے وقت کا بہت حرج ہوا، اب صرف ان امور متفسرہ سے ایک امر باقی ہے جس کی نسبت مجی منشی زین الدین محمد ابراہیم نے وعدہ کیا ہے کہ جلد میں اس کا جواب بھیج دوں گا .....'' (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 339) مالی قربانی کے لحاظ سے بھی جماعتی لٹریچر میں آپ کا نام متعدد جگہ پر محفوظ ہے۔

آپ ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے تھے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت محبت و شفقت سے پیش آتے تھے، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو خط لکھتے تو یا تو ''حِبّی فی اللّٰہ'' یا ''مکرمی اخویم'' لکھ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ کئی دفعہ مجھے ڈاک میں ڈالنے کو لفافے دیتے تو مَیں پتے دیکھتا کہ کس کس کے نام کے خط ہیں، سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی اور زین الدین ابراہیم صاحب انجنیئر بمبئی اور میاں غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کے پتے مجھے اب تک یاد ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 259۔ روایت نمبر 877 مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

حضرت اقدس علیہ السلام نے آپ کے نام بہت سے خطوط تحریر فرمائے، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات احمدیہ شائع کرتے ہوئے جلد پنجم نمبر پنجم کے آخر میں اعلان درج کیا ہے کہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم کے چھٹے جُز میں حضورؑ کے حضرت منشی زین الدین صاحب کے نام مکتوبات شامل کیے جائیں گے لیکن ان کی زندگی میں یہ کام نہ ہو سکا اور وہ خطوط کہیں ضائع ہو گئے۔ حضرت اقدسؑ کا ایک خط اخبار الفضل میں محفوظ ہے جو آپؑ نے 1892ء میں آپ کے بیٹے کی وفات پر تحریر فرمایا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی

مکرمی مجی اخویم منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آج کارڈ مکرّر آپ کا دربارہ خبر وفات عزیزی بدر الدین موصول ہو کر اپنے دردناک الفاظ سے دوبارہ دردِ غم کا تازہ کرنے والا ہوا۔ خدا تعالیٰ عزیز مرحوم کی جدائی پر آپ کو صبر عطا فرماوے اور یہ سخت صدمہ جو آپ کو پہنچ گیا ہے بفضل و کرم خاص اس کا بدل عطا کرے۔ یہ عاجز اپنے دل کا حال بیان نہیں کر سکتا کہ قدرت خدا تعالیٰ سے اس عاجز نے غائبانہ صدق و اخلاص عزیز مرحوم کی وجہ سے عزیز مرحوم کو اپنے دل میں جگہ دے دی تھی اور اپنے اول درجہ کے مخلصین اور محبین میں شمار کرتا تھا..... مجھے سخت افسوس ہے کہ ایک پیارا مخلص ہمارا جو اخلاص میں اعلیٰ درجہ کا رنگ رکھتا تھا اس سال میں ہم سے جدا ہو گیا اور اس دل توڑنے والے واقعہ نے مجھ کو عجیب درد و غم میں ڈالا۔ میں نے اس عزیز مرحوم کی مغفرت کے لئے دل و جان سے دعا کی ہے اور آپ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم سے صبر عطا فرماوے۔ اس سے سخت تر صدمہ دنیا میں کوئی نہیں کہ باپ اپنے پیارے اور جوان لڑکے کو اپنے ہاتھ سے دفن کرے۔ خدا تعالیٰ آپ کے دل کو تھام لے اور اس رنج کے بعد اپنے فضل سے کوئی بڑی خوشی پہنچائے۔ آمین ثم آمین۔ ہمیشہ اپنی خیر و عافیت سے مجھے مطلع و مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از سیالکوٹ مکان میر حکیم حسام الدین صاحب رئیس 12؍فروری 1892ء

(الفضل 10؍اکتوبر 1943ء صفحہ 2)

بمبئی کے ایک اور بزرگ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحبؓ نے جب احمدیت قبول کی تو حضورؑ نے ان کو لکھا کہ آپ جمعہ کی نماز زین الدین ابراہیم صاحب انجنیئر کے ساتھ پڑھا کریں، وہ مخلص احمدی ہیں۔

(الفضل 29؍جنوری 1958ء صفحہ 5)

خلافت ثانیہ کے دور میں پہلے آپ بیعت میں شامل رہے لیکن چونکہ آپ بہت ضعیف ہو چکے تھے اور آپ کی عمر 80 سال سے تجاوز کر چکی تھی، اس عمر میں انسان دوسروں کے کندھوں پر زیادہ کھڑا ہوتا ہے اسی سبب سے آپ بھی آخری عمر میں بیعت خلافت سے الگ ہو گئے لیکن مخالفت میں ایک لفظ بھی نہیں نکالا۔ آپ کی وفات کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا دیکھی تھی، حضورؓ فرماتے ہیں: ''.... زین الدین صاحب کے متعلق بھی میں نے رؤیا میں دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا آپ کہاں؟ فرمانے لگے مَیں بھی آیا ہوں اور حضرت صاحب بھی آئے ہیں، زین الدین صاحب کو لے جانا ہے۔ میں نے اس سے سمجھ لیا کہ رؤیا ان کی موت پر دلالت کرتی ہے، ان کی عمر 95 یا 90 سال کے قریب تھی اور حضرت صاحب کے دیرینہ مخلص تھے۔ وہ بالکل اسی طرح کے مخلص تھے جس طرح کے شیخ رحمت اللہ صاحب۔ چند لوگ جنہیں حضرت صاحب بہت پیار کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک یہ زین الدین صاحب تھے۔''

(خطبات محمود جلد نمبر 10 صفحہ 61-62)

آپؓ نے اوائل 1926ء میں 95 سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 5؍فروری 1926ء کو نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی، حضورؓ نے خطبہ جمعہ کے آخر میں فرمایا: ''..... ان کے ساتھ ایک اور جنازہ بھی ہے وہ زین الدین صاحب کا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مخلصوں میں سے تھے۔ بمبئی میں انجنیئر تھے۔ اب ضعیف العمر تھے، بہت اونچا سنتے تھے۔ مسیح موعودؑ کو خاص محبت ان سے تھی۔ وہ میری بیعت میں داخل ہو گئے تھے لیکن بعد میں سیٹھ اسماعیل صاحب آدم کے سبب غیر مبائعین کے ہم خیال ہو گئے۔ چونکہ خود وہ اونچا سنتے تھے اور سیٹھ اسماعیل آدم کے ساتھ ان کے تعلقات تھے اس لیے سیٹھ صاحب ہی ان کے کان تھے۔ سیٹھ صاحب خود بھی بہت مخلص تھے اور اب بھی وہ مخلص ہیں لیکن جب وہ کسی حد تک پیغامی ہو گئے تھے تو یہ بھی کچھ سست ہو گئے اور اُدھر متوجہ ہو گئے مگر میں ان کا بھی جنازہ پڑھاؤں گا۔''

(خطبات محمود جلد نمبر 10 صفحہ 61-62)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں: ''زین الدین کا ذکر حضرت نے آئینہ کمالات اسلام اور دوسری کتابوں میں کیا ہے۔ یہ ڈیوڈ ساسون (David Sassoon) کی کپڑے کی مل میں انجنیئر تھے۔ بہت بوڑھے تھے، کوکن کے رہنے والے، شریعت کے پابند۔ افسوس خلافت ثانیہ کے وقت وہ پیرانہ سالی کی وجہ سے یا نامعلوم اسباب کی وجہ سے ساتھ نہ رہ سکے مگر میرا مذہب ان کے متعلق یہ ہے کہ وہ نہایت مخلص اور متقی تھے، پیرانہ سالی کی وجہ سے اور عمائد اختلاف کے ساتھ ذاتی تعلقات کی وجہ سے زیر اثر رہے مگر کبھی حضرت ..... کے خلاف ایک لفظ نہ کہا، ان کا ادب اور ان سے محبت کا اظہار کرتے تھے۔ جلد فوت ہو گئے اگر موقع ملتا تو وہ ضرور واپس آتے ....''

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 527-528 حاشیہ ایڈیشن 2008ء از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

بات کی جائے جس کے معیار پر وہ پورا اترتے ہیں۔ دوسرے یہ پتا ہونا چاہئے کہ اس وقت ہمارے لٹریچر اور ویب سائٹ میں کہاں یہ علمی جواب اور مواد میسر ہے۔ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں سے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں سے ان کی سوچ کے مطابق، ان کے خیالات کے مطابق، ان کے دلائل کے مطابق پھر ہمیں دلیلیں دینی ہوں گی۔ پھر حکمت کے معنی یہ بھی ہیں کہ پختہ اور پکّی بات ہو۔ ایسی دلیل ہو جو خود مضبوط ہو، نہ کہ اس دلیل کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں اور دلیلیں دینی پڑیں اور پھر ان کو مزید ثابت کرنا پڑے۔ پس لمبی بحثوں میں پڑنے کی بجائے جائزہ لے کر، اعتراض دیکھ کر پھر ان کو ٹھوس دلیل سے رد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ بھی پھر شعبہ تبلیغ کا کام ہے کہ اپنے حالات کے مطابق ایسے اعتراض اور ان کے ردّ کی دلیلیں یکجا کر کے، ایک جگہ جمع کر کے پھر جماعتوں کو مہیا کریں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اعتراضوں کے ردّ کی علمی اور ٹھوس اور پختہ دلیلیں میسر ہو سکیں۔ پھر حکمت کا ایک مطلب عدل بھی ہے۔ اگر بحث ہو رہی ہے تو دوسروں پہ ایسے اعتراض نہیں کرنے چاہئیں جو الٹ کر ہم پر بھی پڑ سکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 08 ستمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عاطف وقاص۔ ٹورانٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 43

زمانہ حال پر بات کی جارہی ہے اور ہم اس کی مختلف صورتیں اور حالتیں سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب تک ہم نے مضارع اور امر کے متعلق پڑھا ہے۔ آج ہم حال مطلق کے بارے میں پڑھیں گے۔ اس زمانہ کو انگریزی میں Present Indefinite کہا جاتا ہے۔

حال مطلق Present Indefinite

زمانہ حال کی اس صورت میں جو کام کیا جاتا ہے وہ عادت اور مستقل رویے کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔

اس کو بنانے کے لئے مادہ فعل کے بعد تا ہے، تی ہے، تے ہیں، تی ہیں وغیرہ لگتا ہے۔ اب اس کو مثالوں سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مثالیں: وہ اسکول جاتا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا جارہا کہ وہ اسکول جاچکا ہے، یا جارہا ہے یعنی یہ کام نہ مکمل ہوا ہے نہ اس وقت ہو رہا ہے جب اس کی بات کی جارہی ہے۔ یہ ایک مذکر فاعل Male Subject کی مستقل عادت کو بیان کر رہا ہے یعنی وہ اسکول جاتا ہے۔ پس اگر فاعل مذکر اور واحد ہو Singular, male subject تو تا ہے آئے گا۔

وہ اسکول جاتے ہیں۔ یہاں فاعل مذکر جمع ہے Plural, male subject تو تا ہے بدل کر تے ہیں ہوگیا۔ اس کی مزید مثالیں دیکھیں۔ گھوڑے تیز دوڑتے ہیں۔ بعض طوطے بولتے ہیں۔ کتے رات کو بھونکتے ہیں۔ بادل نہ ہوں تو ستارے خوب چمکتے ہیں۔ یہاں گھوڑے، کتے، طوطے، ستارے مذکر ہیں۔

وہ بچوں کو قاعدہ پڑھاتی ہے۔ یہاں فاعل مونث واحد ہے تو پڑھانا Teachingسے فعل کا مادہ ہے پڑھا Teach اور ساتھ تی ہے کا اضافہ کیا گیا پس بن گیا پڑھاتی ہے

جیسے جانا سے مادہ ہے جا اور تا ہے کا اضافہ کیا تو بن گیا جاتا ہے۔ اسی طرح دوڑنا سے دوڑتا ہے، دوڑتے ہیں، دوڑتی ہیں اور اپنے آپ کے لئے دوڑتا ہوں۔ پھر چمکنا سے چمکتا ہے، چمکتی ہے، چمکتے ہیں، چمکتی ہیں، اور اپنے آپ کے لئے چمکتا ہوں، جیسے میں جگنو ہوں میں رات میں چمکتا ہوں۔ ہم ستارے ہیں ہم رات کو چمکتے ہیں۔ میں سورج کی کرن ہوں میں صبح کو چمکتی ہوں۔ مغربی ممالک Western Countries میں موسم تیزی سے بدلتا ہے۔ ناانصافی اور ظلم سے دنیا کا امن خطرے میں پڑتا ہے۔ ان مثالوں سے امید ہے آپ کو سمجھ آ گئی ہوگی۔

منفی فقرات

جن میں انکار یا نہ ہونا پایا جاتا ہے۔ ان کو بنانے کے لئے فعل سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے نہیں جاتا ہوں، نہیں جاتا ہے، نہیں جاتے ہیں، نہیں چمکتے ہیں وغیرہ۔

مجہول صورت: Passive Voice

وہ اسکول جاتا ہے۔ اس جملے میں فاعل اپنی قوت ارادی اور مرضی سے سکول جاتا ہے۔ مجہول صورت میں فاعل کو کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے یا کم از کم ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے اسے سکول بھیجا جاتا ہے۔ یا وہ اسکول بھیجا جاتا ہے۔ ہم سبق یاد کرتے ہیں۔ ہمیں سبق یاد کروایا جاتا ہے۔ وہ برتن دھوتی ہے۔ اس سے برتن دھلوائے جاتے ہیں۔ اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے۔ جیسے پڑھانا سے مادہ ہے پڑھا تو اس میں یا کا اضافہ کریں گے تو بن جائے گا پڑھایا جو ماضی تمام یعنی Past Participle ہے اور اس کے بعد ہے کا امدادی فعل لگایا تا کہ زمانہ حال کو ظاہر کیا جا سکے۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے الگ سے اسباق تیار کئے جائیں گے۔

سوالیہ یا استفہامیہ جملے

اردو زبان کا اصول ہے کہ سوال بنانے کے لئے کیا کا اضافہ عام طور پہ فقرے کے آغاز میں کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کیا وہ اسکول جاتا ہے؟ جملے کی باقی ساخت ویسی ہی رہتی ہے۔ جیسے۔ وہ برتن دھوتی ہے۔ کیا وہ برتن دھوتی ہے؟ وہ برتن کب دھوتی ہے؟ وہ کہاں برتن دھوتی ہے؟ وہ کب سے برتن دھوتی ہے؟۔ پس یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کیا، کب، کہاں، کیوں، کب سے، کس سے وغیرہ کے ذریعے سوالیہ فقرات بنائے جاتے ہیں اور جملے کی باقی ساخت ویسے ہی رہتی ہے۔ سوالیہ الفاظ کا اضافہ کرتے وقت ان کی جگہ بدلنے سے معنی بھی بدلتے ہیں اور اس کے لئے مشق ضروری ہے۔

حال ناتمام Present continuous/ Progressive

اس حالت میں جب کام ہوتا ہے تو اس کا جاری ہونا نظر آتا ہے۔ اور کیونکہ وہ جاری ہے تو منطقی لحاظ سے وہ مکمل یا ختم نہیں ہوا اس لئے اردو میں اس صورت کو حال ناتمام یعنی Present Imperfect کہا جاتا ہے۔ جیسے، وہ آ رہا ہے۔ وہ کھا رہا ہے۔ میں پڑھ رہا ہوں وغیرہ۔

بنانے کا طریق: مادہ فعل کے بعد رہا ہے، رہی ہے، رہے ہیں، رہا ہوں، رہی ہیں وغیرہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اردو میں اس کو ایک طرح سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ جرم کے تمام نشان مٹائے جاتا ہے۔ ہم ایک ایک کر کے تمام اصولوں کو بھلائے جاتے ہیں۔ مہمان اندر بلا کر عزت سے بٹھائے جاتے ہیں۔ وغیرہ۔ یعنی بجائے یہ کہنے کے، کہ ہم ایک ایک کر کے تمام اصول بھلاتے جا رہے ہیں، کہ دیا جاتا ہے کہ بھلائے جاتے ہیں۔ مٹائے جاتے ہیں وغیرہ۔

مثالیں

اکبر پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ زید خط لکھ رہا ہے۔ یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ فعل کا مادہ اپنی اصل شکل میں استعمال ہو رہا ہے اور حال ناتمام بنانے کے لئے رہا ہے، رہے ہیں وغیرہ امدادی فعل یعنی helping verbs استعمال ہوتے ہیں۔

منفی فقرات میں فعل سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اور سوالیہ فقرات میں کیا، کب، کیسے، کہاں، کیوں وغیرہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اب اس دوسرے پہلو کو دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا اس وقت اسلام کے لئے کوئی آفت اور مشکلات ایسی پیدا ہوگئی ہیں جو کسی مامور کے لئے داعی ہیں۔ جب ہم اس پہلو پہ غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر اس وقت دو قسم کی آفتیں آئی ہیں۔ اندرونی اور بیرونی۔ اندرونی طور پر یہ حالت اسلام کی ہوگئی ہے کہ بہت سی بدعتیں اور شرک سچی توحید کے بجائے پیدا ہوگئے ہیں اعمال صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل شریعت ہوگئی ہے۔ مجھ کو ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوئی ہے کہ مجھ کو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس امر کو انہوں نے نہیں سمجھا کہ میں کیا کہتا ہوں مگر اپنے گھر میں یہ لوگ ہرگز غور نہیں کرتے کہ نبوت کا دعویٰ تو انہوں نے کیا ہے جنہوں نے اپنی شریعت بنالی ہے کوئی بتائے کہ وہ ورد اور وظائف جو سجادہ نشین اور مختلف گدیوں والے اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں، میں نے ایجاد کئے ہیں؟ یا میں رسول اللہ ﷺ کی شریعت اور سنت پر عمل کرتا ہوں اور اس پر ایک نقطہ یا شعشہ (شوشہ) بڑھانا کفر سمجھتا ہوں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 232-233 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

دوسرا پہلو: کسی بات یا اصول کا اگلا معاملہ، نکتہ۔

داعی: دعوت دینا، ضرورت ظاہر کرنا۔

بدعتیں: (اسلام) دین میں کوئی ایسی نئی بات جس کا قرآن اور سنت میں وجود نہ ہو، دین میں کوئی نئی رسم ڈالنا۔

رسوم: رسم کی جمع یعنی ریت، رواج، دستور۔

قبر پرستی: قبر کی عبادت، پوجا، غایت تعظیم، توقیر۔

پیر پرستی: وہ خیالی بزرگ جس کے نام پر ضعیف الاعتقاد لوگ منت مانتے ہیں اور اس کے فرضی نام کے ساتھ لفظ پیر استعمال کرتے ہیں۔

ورد، وظائف: کسی بات کو یا کسی نام کو بار بار دہرانے کا عمل، جاپ، رٹ، وظیفہ کی جمع؛ وہ دعائیں یا آیات وغیرہ جو مخصوص تعداد میں صرف ایک دن یا مخصوص دنوں تک پڑھی جائیں، اوراد، اشغال، تسبیحات، اذکار۔

سجادہ نشین: کسی بزرگ کی گدی پر بیٹھنے والا، کسی بزرگ کا خلیفہ، ایک صوفی کی وصال کے بعد ان کا جانشین۔

گدی: کسی پیر، درویش وغیرہ کی مسند، نشست گاہ، سجّادہ

شوشہ: چھوٹا سا ٹکڑا یا حصہ، کم سے کم جزو۔

درعجم

تین سوالات کے جوابات

بعض احباب کے ذہنوں میں سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ایسے سوالات میں سے تین سوالات کے جوابات پیش ہیں۔

سوال نمبر 1:زنا کی سزا کیا ہے؟

کسی کی عزت پر حملہ کا جرم زنا کہلاتا ہے! زنا کی سزا 100 کوڑے مقرر ہیں(نور:3) زنا ایسا فعل ہے جس کے بیرونی شواہد نہیں ہیں۔اگر ایک جوڑا لوگوں سے چھپ کر بدکاری کرتا ہے تو کوئی بیرونی شواہد ایسے نہیں ہیں کہ یہ جرم کھل کر سامنے آجائے۔اس لئے اس خطرہ کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے کہ انتقام یا مفادات کی خاطر کوئی کسی معصوم پر بدنامی کا داغ لگا دے اور انہیں معاشرے کی نظروں میں گرا کر انکی زندگی اجیرن بنا دے۔ انکے بچوں اور خاندان کے لئے مسائل کھڑے کر دے۔اس خطرے کے پیش نظر اسلام نے الزام لگانے کے لئے چار عینی گواہوں کی شرط لگا دی ہے۔ایسے عینی شاہد جو اس فعل کو اپنی نظروں کے سامنے واضح طور پر ہوتا ہوئے دیکھیں اور گواہی دیں تب انہیں سزا ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ایک شکایت کرنے والا اور چار گواہ گویا پانچ آدمیوں کا کسی پر جھوٹا اتہام لگانا بہت مشکل ہے کیونکہ جرح میں ایسے لوگ اپنے قدم پر نہیں ٹھہر سکیں گے۔

ریپ یا زنا بالجبر کی سزا

زبردستی کسی کی عزت پامال کرنے کو ریپ یا زنا بالجبر کہتے ہیں۔چونکہ یہ فعل عورت کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہوتا ہے اسکی نیت اس فعل میں شامل نہیں ہوتی اس لئے وہ معصوم بلکہ مظلوم متصور ہو گی۔سزا صرف مرد کو ملے گی۔چونکہ اس نے زنا کے ساتھ ظلم بھی کیا ہے اس لئے عام زنا کی سزا سے بڑھ کر اسکا جرم ہے لہذا اسکی سزا بھی زیادہ ہو گی۔بعض دفعہ معصوم بچیوں پر ظالم اس قدر ظلم ڈھاتے ہیں کہ وہ شادی کے قابل نہیں رہتیں یا ذہنی مریضہ بن جاتی ہیں یا زندگی کی بازی ہی ہار جاتی ہیں اور ایسے واقعات سے سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے گویا یہ فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے اس لئے قرآن کریم نے اسکی کوئی معین سزا تجویز نہیں کی بلکہ بطور تعزیر عدالت پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ کیس کی نوعیت دیکھ کر اسکے مطابق مجرم کو سزا دے۔یہ سزا کوڑے، جلاوطنی، ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جانا، صلیب دیا جانا یا عبرتناک موت جیسے سنگساری تک بھی ہوسکتی ہے۔(مائدہ:34)

الزام لگانے والا ثبوت دے گا

رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہوئے امت کو یہ تعلیم دی کہ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ (ترمذی ابواب الاحکام باب البینۃ علی المدعی) کہ ثبوت مہیا کرنا دعویدار کے ذمہ ہے۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر بغیر ثبوت کے فیصلے ہونے لگیں لَوْیُعْطَی النَّاسُ بِدَعْوَاھُمْ لَذَھَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَاَمْوَالُھُمْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ) تو لوگوں کی جان، مال، عزت وآبرو کچھ بھی محفوظ نہیں رہے گا آپ ﷺ کے زمانہ میں ایک مرد نے اپنی بیوی پر کسی غیر شخص سے تعلقات کا الزام لگایا۔آپ نے لعان کروا کر ان میں علیحدگی کروادی اور دعا کی کہ اے اللہ! یہ معاملہ کھول دے چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو ہو بہو اسی مشکوک شخص کی شباہت پر تھا گویا وہ عورت بدکار نکلی اسکے باوجود نبی کریم ﷺ نے اسے سزا نہیں دی کیونکہ اس نے اس الزام کو رد کر دیا تھا۔آپ ﷺ نے اس موقعہ پر فرمایا لَوْرَجَمْتُ اَحَدًا بِغَیْرِبَیِّنَۃٍ رَجَمْتُ ھٰذِہٖ (صحیح بخاری باب لَوْکُنْتُ رَاجِمًا بِغَیْرِبَیِّنَۃٍ) اگر میں کسی کو بغیر ثبوت کے سزا دینا چاہتا تو اس عورت کو سزا دیتا۔جب حضرت عائشہؓ قافلے سے الگ ہو گئیں اور بعد میں حضرت صفوان بن معطلؓ کے ہمراہ قافلے سے آکر ملیں تو منافقین اور شرپسندوں نے نہایت گندے الزام لگائے اور آسمان سر پر اٹھالیا۔اگر آج ایسا واقعہ کہیں ہوا ہوتا تو شائد وہ معصوم غیرت کے نام پر قتل کر دیئے جاتے یا جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے۔ نبی کریم ﷺ بغیر ٹھوس ثبوت یا گواہوں کے فیصلہ نہ فرماتے تھے۔آپ ﷺ نے نہ ہی حضرت عائشہؓ کو طلاق دی،نہ ہی کوئی سزا دی یہاں تک کہ ایک ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے انکی بریت ظاہر فرمادی۔پس بغیر ٹھوس ثبوت یا گواہوں کے محض الزام لگانے کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔ریپ کا جھوٹا الزام لگانے کے تعلق میں قرآن کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بھی بطور عبرت ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیا اور ہمیشہ کے لئے یہ سبق دے دیا کہ اگر بغیر ٹھوس ثبوت یا گواہوں کی گواہی کے فیصلے ہونے لگے تو انصاف کا خون ہو گا۔

ریپ کے واقعات میں عورت کے شور مچانے پر قریب سے گزرنے والوں کو اسکا علم ہو جاتا ہے وہ اسکے گواہ بن جاتے ہیں۔نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت پر چادر ڈال کر کسی نے ریپ کیا اور بھاگ گیا موقعہ پر ایک اور شخص وہاں سے گزر رہا تھا عورت نے شور مچادیا کہ اس نے ظلم کیا ہے یہ لوگ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔اس عورت کی گواہی پر آپ نے ملزم کے خلاف فیصلہ دے دیا جب اسے سزا ہونے لگی تو اصلی مجرم سامنے آگیا اور اعتراف جرم کرلیا اس پر پہلے ملزم کو چھوڑ کر اسے سزا دی گئی (ابوداؤد کتاب الحدود بَابٌ فِی صَاحِبِ الْحَدِّ یَجِیْءُ فَیُقِرُّ) اس سے ثابت ہوا کہ ریپ کی شکل میں چار گواہوں کی شرط نہیں ہے۔ہاں دیگر جرائم کی طرح اگر گواہ دستیاب ہوں تو الزام کے درست یا غلط ثابت ہونے میں مدد مل سکتی ہے۔حضرت عائشہؓ پر جھوٹا الزام لگانے پر نبی کریم ﷺ نے چند قریبی لوگوں سے اس بارے میں گواہی لی (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک) ریپ کی شکل میں اگر مدعیہ کے پاس گواہ نہیں تو اسے دیگر ثبوت دینے ہوں گے جیسے DNA ٹیسٹ رپورٹ وغیرہ اگر ایسے ثبوت بھی نہیں تو دیگر قرائن سے عدالت فیصلہ کر سکتی ہے۔سورہ یوسف میں زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر نعوذ باللہ ریپ کا الزام لگایا تو ایک شخص نے کہا کہ دیکھو اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو الزام سچا ہے اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو الزام غلط ہے (یوسف:27-28) پس اگر گواہ موجود نہیں تو موقعہ کے قرائن کو جانچتے ہوئے عدالت فیصلہ دے سکتی ہے مثلاً کیمروں کی ریکارڈنگ، پہلے سے تعلقات کی نوعیت، جائے وقوعہ پر توڑ پھوڑ، کپڑوں پر ہاتھوں یا انگلیوں کے نشانات،مدعیہ کے جسم پر نشانات۔آجکل DNA ٹیسٹ کا ثبوت بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔اگر وہ چھوٹی معصوم بچی ہے تو اسکے والدین کو علم ہو جاتا ہے وہ ثبوت کے ساتھ معاملہ عدالت میں لے جاسکتے ہیں۔پس گواہ یا ثبوت میں سے کوئی بھی مدعیہ پیش کرسکتی ہے۔اگر عدالت تک کیس پہنچتے پہنچتے قرائن اور شواہد مٹ چکے ہوں یا وقوعہ کے وقت سرے سے کوئی عینی گواہ موجود ہی نہ ہو تو اسکا نقصان مدعیہ کو ہو گا۔خلاصہ یہ کہ کسی بھی جرم کو ثابت کرنے کے لئے دنیا بھر میں دو ہی طریق ہیں ایک گواہوں کا بیان دوسرا دیگر ثبوت و قرائن۔اسکے علاوہ اگر ملزم خود اقرار جرم کرلے تو بھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔

اشاعۃ فاحشہ کی سزا

ریپ کے معاملہ میں بھی امکان ہے کہ کوئی عورت کسی پر جھوٹا الزام لگا دے جیسے زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔اس لئے ایسی باتوں کی پبلک میں تشہیر کرنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ اسے اشاعۃ فاحشہ کا مجرم قرار دیتا ہے کیونکہ یہ ایسا سنگین گناہ ہے کہ جس کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔معصوم لوگوں کی عزتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔بری باتوں کی تشہیر سے معاشرے کی اخلاقی اقدار متاثر ہوتی ہیں۔مشہور واقعہ افک میں جب حضرت عائشہؓ پر الزام لگایا گیا جس کا کوئی ثبوت مدعی نے نہ دیا اور اس کی خوب تشہیر کی تو تشہیر کرنے والوں کو حد قذف یعنی 80 کوڑوں کی سزا دی گئی۔(نور:5) حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ”دنیا میں ہزاروں ایسے بے حیاء لوگ مل سکتے ہیں جو کسی بغض یا غصہ کی وجہ سے یا دوسروں کے کہے کہلائے اپنے ساتھ دوسرے مردوں یا عورتوں کے ملوث ہونے کا اقرار کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔چنانچہ عرب میں تشبیب کا ایک عام رواج تھا یعنی وہ اپنی بے حیائی میں کسی عورت پر الزام لگادیتے کہ میرا اس کے ساتھ ناجائز تعلق ہے اور ان کی غرض یہ نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنا تقویٰ ظاہر کریں بلکہ اس سے ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ دوسری عورت کو بدنام کریں رسول کریم ﷺ نے تشبیب کرنے والے کو واجب القتل قرار دیا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 264)

سوال نمبر 2: جماعتی پروگراموں میں نابالغ بچوں کی حفاظت

دوسرا سوال یہ ہے کہ جماعتی پروگراموں یعنی اجلاسات،اجتماعات اور جلسوں میں نابالغ بچوں کے تحفظ کی کیا ضمانت ہے جماعت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھاتی ہے؟

تعجب ہے کہ یہ سوال کیوں پیدا ہوا؟ اس دور میں بے حیائی اپنے عروج پر ہے گذشتہ سال کے جائزہ کے مطابق صرف امریکہ میں قریباً ہر ایک منٹ میں ایک ریپ ہو رہا تھا۔جہاں معاشرہ اتنا گندا ہو جائے کہ اسکول،کالج، یونیورسٹی سب اسکی لپیٹ میں ہوں اور ہر جگہ بے حیائی کا جن انسانیت کو نگل رہا ہے۔احادیث میں درج وہ پیشگوئیاں پوری طرح کھل کر سامنے آگئی ہیں کہ اُس زمانے میں بدکاری پھیل جائے گی۔انہی بیماریوں کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیحا بھیجا جس کی نیابت میں خلافت کا نظام پوری طرح سرگرم عمل ہے تعلیم وتربیت کے لئے خلیفہ وقت اور نظام جماعت دن رات کام کر رہے ہیں۔اجلاسات اجتماعات اور جلسہ سالانہ جیسی تقریبات اسی غرض کے لئے ہیں۔جن کے روحانی ماحول میں جاکر دل پاک ہوتے ہیں اور باہر کے زہریلے اثرات مٹنے لگتے ہیں۔یہ پروگرام تو اس زہر کا تریاق ہیں۔انہی تقریبات کی وجہ سے جماعت کا عمومی معیار دوسری دنیا سے بدرجہا بہتر ہے۔ہاں اگر اکا دکا کہیں کوئی واقعہ ہو جائے تو اس پر جماعت ایکشن لیتی ہے۔اسکی مثال تو یوں ہے کہ خوش نما پھلوں سے لدے ہوئے درخت کا اگر ایک یا دو پھل خراب نکل آئیں تو دنیا کا کوئی عقلمند انسان ہزاروں پھلوں کو چھوڑ نہیں دیتا۔ہمارے مشاہدے کے مطابق جو بچے جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں انکے اخلاقی معیار ان سے بہت بلند ہیں جو ان پروگراموں میں شامل نہیں ہوتے۔

اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے جماعت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اگر ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات

بقیہ صفحہ 10 پر

رپورٹ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

سسکاٹون ریجنل انٹر فیتھ سمپوزیم

Saskatoon Regional Interfaith Symposium

محض خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مؤرخہ 13/ مارچ 2022ء بروز اتوار لجنہ اماء اللہ سسکاٹون ضلع کو دوسرا سالانہ انٹر فیتھ سمپوزیم انگریزی زبان میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔موجودہ حالات میں اجتماعات پر پابندیوں کے ساتھ یہ پروگرام جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ویبنار Webinar کے ذریعہ منعقد کیا گیا۔ اس سال کے سمپوزیم کا عنوان ’’Justice in an unjust world‘‘ ’’ایک غیر منصف دنیا میں عدل‘‘ تھا۔اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا مکرمہ امۃ السلام ملک صاحبہ کی صدارت میں بعد دوپہر چار بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔سورۃ مائدہ کی آیات 9 تا 11 کی تلاوت عزیزہ سدرہ لاریب نے نہایت خوش الحانی سے کی۔ان آیات کا انگریزی ترجمہ عزیزہ عائشہ عمران نے پیش کیا۔بعد ازاں پروگرام کی ماڈریٹر Moderator نور انور صاحبہ نے تمام فیتھ اسپیکرز کا تعارف کروایا اور پروگرام کی غرض و غائیت بیان کی۔ اس کے بعد احمدیہ مسلم جماعت کے تعارف پر مبنی ایک وڈیو دکھائی گئی۔ اس پروگرام میں پانچ مختلف مذاہب سے اسپیکرز کو مدعو کیا گیا تھا۔ معاہدہ اراضی کا اعتراف ’’Treaty Land Acknowledgment‘‘ کی تحریر صدر ضلع سسکاٹون، بشریٰ نذیر آفتاب نے پڑھ کر سنائی۔بعد ازاں سال بھر میں ہونے والی تبلیغی مساعی اور خدمت خلق کے تحت ہونے والی سرگرمیوں کی رپورٹ ریجنل تبلیغ کو آرڈینیٹر Coordinator سعیدہ خانم صاحبہ نے پیش کی۔ازاں بعد ہر مقررہ نے اپنی اپنی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں ’’ایک غیر منصف دنیا میں عدل‘‘ پر سیر حاصل تقریر کی۔

1. ڈاکٹر این سالمن۔Dr. Ann Salmon(عیسائیت) یہ یونیورسٹی آف سسکاچیوان میں مختلف شعبہ جات میں خدمات بجالا رہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ چرچ میں بھی کام کر رہی ہیں۔
2. پروفیسر بلجیندر کور (سکھ ازم) Professor Baljinder Kaur یہ بھی یونیورسٹی آف سسکاچیوان میں کام کر رہی ہیں اسی طرح گردوارہ Gurdwara میں بھی خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔
3. ڈاکٹر واسودا ایرنگٹلا (ہندو ازم) Dr. Vasudha Erraguntla یہ رائل یونیورسٹی ہسپتال سسکاٹون اورسٹی ہسپتال سسکاٹون میں بچوں کی ڈاکٹر ہیں ان کے جماعت کے ساتھ دیرینہ تعلقات ہیں۔
4. ڈاکٹر سمعون ہوروٹس (یہودیت) Dr. Simonne Horwitz یہ بھی یونیورسٹی آف سسکاچیوان میں تاریخ کا مضمون پڑھاتی ہیں اور دنیا بھر کی بہت ساری یونیورسٹیز میں لیکچرز بھی دے چکی ہیں۔جس دن ہمارا پروگرام تھا اُس دن یہ ساؤتھ افریقہ سے ہمارے ساتھ شامل ہوئیں تھیں جبکہ اس وقت ساؤتھ افریقہ میں رات کے دو بج رہے تھے۔
5. صالحہ صدیقہ رحمن صاحبہ (اسلام احمدیت) یہ زراعت کے شعبہ سے وابستہ ہیں اور حلقہ سسکاٹون نارتھ میں سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

تمام اسپیکرز نے اپنی اپنی تقاریر کے دوران اس پروگرام کے انعقاد پر اور انہیں پروگرام میں مدعو کرنے پر انتظامیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ تقاریر کے بعد ایک اور وڈیو دکھائی گئی جو لجنہ سسکاٹون ریجن کی سال 2022ء میں سسکاٹون کے پبلک اسکولوں میں قرآن کریم پر ہونے والی نمائش اور ’’اکتوبر اسلامی ورثہ کا مہینہ‘‘ پر بنائی گئی تھی۔اس وڈیو کی قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ کی قرآن کریم کی خدمات، اشاعت، تراجم، نمائش اور دیگر کاموں کا بھی تذکرہ کیا گیا تھا۔

پروگرام کی اختتامی تقریر محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں اسلام کی خوبصورت اور زندہ و جاوید تعلیمات، بانی اسلام کے اسوۂ حسنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں ’’ایک غیر منصف دنیا میں عدل‘‘ پر نہایت موثر اور جامع انداز میں روشنی ڈالی اور تمام اسپیکرز، مہمانان گرامی اور انتظامیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ پروگرام کے آخر پر محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس ورچوئل پروگرام میں پچاس غیر از جماعت بہنوں نے شرکت کی جن میں پندرہ سکول ٹیچرز، دو سکولوں کی پرنسپل، Superintendentپرنسپل کے علاوہ مختلف طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والی عورتوں نے بھی شمولیت کی۔ پروگرام کے اختتام کے ساتھ ہی غیر از جماعت بہنوں کی طرف سے بہت سے پیغامات ملنے شروع ہو گئے۔جن میں انھوں نے نہ صرف پروگرام کو بہت سراہا بلکہ مستقبل میں ایسے مزید پروگرامز منعقد کرنے کی درخواست بھی کی۔

رپورٹ: فہد پیرزادہ۔ ریجنل مبلغ گیانا

لنڈن جماعت، گیانا کا چوتھا ریجنل جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 27 فروری 2022 کو گیانا کے شہر لنڈن میں چوتھا ریجنل جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔یہ شہر مرکز سے 2 گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ جلسہ کی کامیابی کے لئے خاکسار نے اس پروگرام کی تیاریاں چند ہفتے پہلے ہی شروع کر دی تھی۔

اس جلسہ کا موضع ’’زندگی کا مقصد‘‘ رکھا گیا تھا۔ اس جلسہ کی تشہیر مختلف ذرائع سے کی گئی۔جس میں سوشل میڈیا اور فلائرز شامل ہیں۔ یہ فلائرز مختلف لوگوں میں تقسیم کیے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس جلسہ میں شامل ہوسکیں۔

نیشنل صدر جماعت، مکرم نورین حسین واشنگٹن صاحب اور دیگر جماعتی احباب کے ساتھ میٹنگز کی گئی تھیں تاکہ سب اس میں شامل ہوں اور اس جلسہ کو کامیاب کریں۔

جلسہ گاہ کی تیاری کے لئے 6 افراد نے تعاون کیا اور محنت کے ساتھ جلسہ گاہ کو تیار کیا۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ دوپہر کے وقت ہوا۔ تلاوت مکرم مظفر مک ٹیر صاحب نے کی جو کہ ایک مقامی معلم ہیں۔ اس

کے بعد زیر تعلیم معلم مکرم جاذب سمنر صاحب نے ’’اسلام کا تعارف‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ یہ تقریر بنیادی طور پر غیر مسلم مہمانوں کے لئے تھی۔

اس کے بعد ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کا تعارف پیش کیا اور 2021 کی مساعی کی مختصر رپورٹ پیش کی گئی اور ایسے تمام دوست جو خدمت انسانیت کے لئے کوشش اور مدد کرتے رہے ان کے لئے اسناد تقسیم کی گئی۔ اور ایک رضا کارہ جو انتہائی لگن کے ساتھ خدمتِ انسانیت کر رہی تھی اس کی حوصلہ افزائی کے لئے انعام بھی دیا گیا۔ یہ اسناد پارلیمنٹ ممبر مکرم جرمین فگیرا صاحب، پولیس سارجنٹ مکرم مارک لائٹ صاحب اور لنڈن کی میئر مکرمہ ونیکہ ارنڈیل صاحبہ نے تقسیم کئے۔

پھر خاکسار نے ’’مقصدِ حیات اور اس کے حصول کے طریق‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ اس تقریر کا ماحاصل حضرت مسیح موعود کی معرکۃ الآراء کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سے پیش کیا گیا۔

اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مقصود احمد منصور مبلغ انچارج گیانا کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع ’’قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کی روشنی میں مقصدِ حیات کا حصول‘‘ تھا۔ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ قرآن کریم ہی بہترین طریق پر زندگی کا مقصد بیان کرتا ہے اور ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اسی طرح آنحضور ﷺ کی زندگی اور آپؐ کا عملی نمونہ اس بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے قطب کی حیثیت رکھتا ہے۔

جلسہ کے آخر پر اہم مہمانان اور شخصیات نے اظہار خیال پیش کیا اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اس بابرکت جلسہ میں شامل ہوئے۔

جلسہ کا اختتام نیشنل صدر صاحب کی دعا سے ہوا۔ اس کے بعد مہمانوں کے لئے ظہرانہ پیش کیا گیا اور احبابِ جماعت نے نماز ظہر اور عصر ادا کی۔

الحمد للہ 51 افراد اس جلسہ میں شامل ہوئے۔جس میں سے 18 احباب مرکز سے آئے اور باقی مقامی دوست شامل ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے دور رس نتائج پیدا فرمائے اور اس کی برکات سے اپنوں اور غیروں کی مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ آمین

لئیق احمد عاطف۔ مبلغ وصدر جماعت مالٹا

سیاست اور اخلاقیات

''اخلاق کو مرے ہوئے بہت دن ہو گئے ہیں''

ایک سیاست دان جو ہمیشہ دعویدار رہتے ہیں کہ وہ چالیس سال سے سیاست میں ہیں، سولہ بار وزیر رہ چکے ہیں، سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں، ہمیشہ ختم نبوت کا علم بلند رکھنے کا عزم رکھتے ہیں، سیاسی جلسوں میں ختم نبوت کے نعرے لگواتے دکھائی دیتے ہیں اور قال اللہ و قال الرسول کے داعی ہونے کے دعویدار ہیں کا گزشتہ دنوں ٹیلیویژن پر ایک بیان سنا جو انہوں نے ایک صحافی کے سوال کے جواب میں کہا۔ صحافی نے سیاست اور اخلاقیات کے بارہ میں سوال کیا تو موصوف کہنے لگے کہ ۔اخلاق کو مرے ہوئے بہت دن ہو گئے ہیں۔ یہ کہنے کو تو ایک جملہ ہے مگر اس سے بہت سارے حقائق واضح ہوتے ہیں۔ اس سے جہاں ان سیاست دانوں کے دوغلے رویوں، منافقانہ طرزعمل، قول وفعل میں تضاد، بناوٹ، تصنع، لفاظی، غلط بیانی، مفاد پرستی، موقع پرستی (یہ لسٹ بہت طویل ہے) وغیرہ کا اظہار ہوتا ہے وہیں اس بات پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہے کہ یہ سیاست دان اپنے ذاتی مفاد کی خاطر مذہب کی آڑ لے رہے ہوتے ہیں اور مذہبی کارڈ کا بے دریغ اور ظالمانہ استعمال کرتے ہیں ورنہ انہیں نہ مذہب اور نہ ہی مذہبی اقدار سے کوئی تعلق ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اس تحریر کا مطلب کسی کے مذہب کو جاننا یا کسی کے مذہبی عقائد پر کوئی فتویٰ صادر کرنا نہیں اور نہ ہی یہ کسی انسان کا کام ہے۔ مذہب خالق اور مخلوق یعنی خدا اور انسان کے مابین معاملہ ہے اس لئے کسی کے مذہب اور خدا سے تعلق کے بارہ میں کوئی بیان دینا مجھ ناچیز اور حقیر کی بساط اور domain میں نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے کہ کیا سیاست میں اخلاقیات کو کوئی دخل ہے یا سیاست ایک بے لگام گھوڑے کی طرح ہرطرح کی اخلاقیات سے مبرا کسی فعل کا نام ہے، یا سیاست ہرطرح کے رطب و یابس کا نام ہے، یا سیاست ہر طرح کے داؤ پیچ کا نام ہے اور اس سے اخلاقیات اور معاشرتی قدروں کا دور کا بھی تعلق نہیں۔

اس جملہ سے ہمارے معاشروں کی اقدار کا بھی کھل کر پتہ چلتا ہے کہ کس قدر معاشرے اخلاقی گراوٹ اور انحاط کا شکار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح سیاسی لیڈران جنہیں قوم اپنے راہنماء اورنجات دہندہ سمجھے بیٹھے ہیں ان کے اخلاقی معیار کس طرح مسخ ہو چکے ہیں۔جنہیں وہ اپنی تقدیر بدلنے اور راہبر سمجھ بیٹھے ہیں وہ تو دراصل۔ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے۔ کی مانند ہیں جن کو ظاہر و باطن یکسر مختلف ہے۔ کہاں سیاست خدمت اور عبادت کا نام تھا اور کہاں آج اس میں موجود اخلاقیات اور اقدار کو مرے ہوئے بہت دن ہو گئے ہیں۔ اخلاقیات سے عاری اور اقدار سے ناپید سیاست کیا عبادت یا خدمت کا درجہ پاسکتی ہے؟ کیا ایسی دو رخی یا کئی رخی سیاست، خدمت یا عبادت کہلا سکتی ہے؟

سیاست کیا ہے؟

قدرتی طور پرسوال پیدا ہوتا ہے کہ سیاست آخر ہے کیا؟ جب اس مضمون پر غور کیا تو فوری توجہ اس قرآنی آیت کی طرف مبذول ہوئی۔ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ (آل عمران:111) یعنی تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ یعنی تم ایک ایسی امت ہو جو اعتدال پر قائم ہو جو تمام لوگوں کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہو۔تمہارے خیرامت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کہ تم انسانیت کے فائدہ اور فلاح و بہبود کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔یعنی قیام امت مسلمہ کا مقصد اصلاح معاشرہ اور خدمت انسانیت ہے۔ اور یہی دراصل حقیقی سیاست ہے کہ بنی نوع انسان کی خدمت، ان کے دکھ درد کا مداوا، ان کی زندگیوں میں آسانی اور ان کی فلاح و بہبود۔ اگر حقیقی رنگ میں، ذاتی مفادات سے بالا تر ہوکر، سچائی، دیانت، خلوص، محنت و لگن، جانفشانی اورمشن سمجھ کرمخلوق خدا کی خدمت کی جائے تو اسے سیاست سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اگر سیاست ان اصولوں اور اخلاقی قدروں سے خالی اور بے بہرہ ہے تو نہ وہ خدمت ہے نہ عبادت۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ خدمت کے نام پر مفاد پرستی، ظلم، ظلم اور صرف ظلم ہے۔ اور راہبر نہیں بلکہ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے ہیں جو عوام الناس کا استحصال کرتے ہیں۔

جس سیاست میں اخلاق کو مرے ہوئے بہت دن ہو گئے ہوں کیا وہ سیاست کہلانے کے قابل ہے؟ کیا وہ خدمت کے معیار پر پورا اترتی ہے؟ کیا اسے عبادت کہا جاسکتا ہے؟

اخلاقیات اور اسوۂ رسول

آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ نے اخلاق کی تعلیم دی اور اخلاق کے اعلیٰ معیار پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:5) یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

آنحضرت ﷺ اپنی بعثت کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل بیان فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے تو اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

(سنن کبریٰ للبیہقی۔کتاب الشہادات بیان مکارم الاخلاق جلد ۱۰صفحہ ۱۹۲۔مطبع دائرۃ المعارف العثمانیہ۔حیدرآباد دکن 1355ھ)

اخلاق از روئے حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ درشت زبان نہ تھے اور نہ تکلف سے درشتی کرتے تھے اورفرمایا کرتے تھے۔تم میں بہتر وہی ہیں جو تم میں سے اخلاق میں اچھے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے۔ اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو ثرثار یعنی منہ پھٹ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے، متشدق یعنی منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والے اور متفیہق یعنی لوگوں پر تکبر جتلانے والے ہیں۔

(منقول از حدیقۃ الصالحین، جدید ایڈیشن صفحہ 541-543)

اخلاق ترقی کریں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

- ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 87)
- یاد رکھو کہ اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہیں۔ (صفحہ 110)
- ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔ (صفحہ 121)
- یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے کہ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دور تک پہنچتا ہے۔مومن کو چاہئے کہ خَلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہوجاوے۔ (صفحہ 122)
- اچھے اخلاق ظاہر کرنا اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔۔۔کرامتیں (معجزے) انواع و اقسام کی ہوتی ہیں۔مِنجملہ ان کے ایک اخلاقی کرامت (معجزہ) بھی ہے جو ہر میدان میں کامیاب ہے۔ (صفحہ 126)
- میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔ (ملفوظات جلد 2، صفحہ 297)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 ستمبر 2018ء میں فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میزان میں حُسنِ خُلق سے زیادہ وزن رکھنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق حدیث 4799) وزن کرو، ترازو میں تولو تو اعلیٰ اخلاق جو ہیں ان کا وزن سب سے زیادہ ہوگا کیونکہ اعلیٰ اخلاق ہی ہیں جو دنیا کے فسادوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق ہی ہیں جو پھر اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی لے جاتے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ بعض حالات میں حقوق العباد حقوق اللہ سے بڑھ جاتے ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 290۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حاصل مضمون

حاصل مضمون حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان ہے کہ ''یاد رکھو کہ اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہیں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 110)۔یعنی اگر اخلاق نہیں تو کچھ نہیں۔ اگر سیاست دانوں کے اخلاق کو مرے ہوئے دن، مہینے اورسال بیت گئے ہیں تو پھر ایسے عوام کا اللہ ہی حافظ۔ یہ اخلاق ہی تو ہیں جن سے انسان human being سے حقیقی انسان ہونے being humane کا سفر طے کرتا ہے۔ یہ اخلاقی قدریں ہی ہیں جو انسان کے نیک اور صالح ہونے کی نشانی ہیں۔ یہ اخلاقیات کا ہی ترازو ہے جو انسان کے کردار اور اعمال کی حقیقی تصویر پیش کرتا ہے۔ یہ

حسن اخلاق یعنی اچھے اور عمدہ اخلاق ہی ہیں جو دشمن کو بھی دوست بلکہ سچا اور وفادار دوست بنا دیتے ہیں۔

حسن اخلاق ایک قابل اعتماد اور پائیدار ہتھیار اور معجزہ ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا۔ یہی وہ ہتھیار ہے جس پر اسلام کو ناز ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس نے عرب کے وحشی اور درندہ صفت لوگوں میں زندگی اور روحانیت کی روح پھونک دی۔ یہ آنحضرت ﷺ کے عمدہ اخلاق کا نمونہ ہی تو تھا جس نے خون کے پیاسوں کو حقیقی دوست بنا دیا، جس نے وحشیوں کو خدا نما وجود بنا دیا، جس نے عربوں کی ایسی کایا پلٹی کہ وہ ساری دنیا کے سردار بن گئے۔ یہ ہمارے آقا و مولیٰ کے خلق عظیم کا ہی کرشمہ تھا کہ اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے، اسی اسلام اور بانی اسلام کی خاطر جانوروں کی طرح ذبح ہونے کو اپنے لئے فخر سمجھنے لگے اور فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃ کی فلک بوس صدائیں دینے لگے، یہ آپ ﷺ کے اخلاق کی ہی کرشمہ سازی تھی کہ آپ کے خون کے پیاسے آپ کے وضو کے پانی کو بھی زمین پر نہ گرنے دیتے، کہاں اس طاق میں رہتے کہ موقع پا کر آپ ﷺ کے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے کہاں فداک امی و ابی کے نذرانے پیش ہونے لگے۔ بلاشبہ یہ عجیب ماجرہ آنحضرت ﷺ کی اندھیروں راتوں کی دعاؤں اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کا کرشمہ تھا۔

اس لئے اگر معاشروں کو زندہ رکھنا ہے، اگر دین و دنیا میں ترقی کرنی ہے، اگر سیاست کو عبادت کا درجہ دینا ہے، اگر اسلام کی تبلیغ کرنی ہے اور دنیا کو اسلام احمدیت کی آغوش میں لانا ہے تو پھر اخلاق کو مرنے نہیں دینا بلکہ اخلاق کو نہ صرف زندہ رکھنا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی معیار دنیا میں قائم کرنے ہیں، حسن اخلاق کے نمونے دنیا کے سامنے پیش کرنے ہیں، قرآن کریم کی تعلیمات اور اسوہ رسول ﷺ کو اپنا دستور العمل بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب غلامان مسیح محمدی ﷺ کو اخلاقیات کے مضمون کو سمجھنے اور اسے ہمیشہ زندہ رکھنے اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کو ہمیشہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے اعلیٰ اخلاق ہمیں ہمیشہ ہمارے غیر سے ممتاز کرنے کا باعث ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیمات اور اسوہ رسول ﷺ کو اپنا دستور العمل بنانے والے ہوں اور اس ہتھیار کے ذریعے ہم دنیا میں عظیم الشان اخلاقی، روحانی اور معاشرتی معجزہ برپا کرنے والے بنیں۔ آمین یارب العالمین

محمد کولمبس خاں۔ مہدی آباد، جرمنی

جو اجازت ہو تو عاشق۔۔۔

عزیزم ظافر احمد نے کچھ عرصہ قبل سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی فیملی ملاقات کی درخواست دی تھی جس کی منظوری کے ساتھ ہم دونوں میاں بیوی کو بھی ساتھ حاضر ہونے کی اجازت مل گئی۔ اس کے لئے موٴرخہ 25 مارچ 2022ء کو ہم سب یو کے روانہ ہوگئے اور جماعتی ہدایت کے مطابق ملاقات سے تین روز پہلے آ کر لندن میں قیام کیا۔ ہماری ملاقات موٴرخہ 28 مارچ 2022ء کو مقرر تھی جس کے لئے ہم سات افراد کو لندن سے اسلام آباد لیجانے لانے کے لئے سیرالیون کے ایک اعزاز یافتہ چیف اور ہمارے محسن بھائی مکرم سیّد معین شاہ صاحب، آف شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ نے دِلی بشاشت سے اپنا تعاون پیش فرما دیا۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

اسلام آباد پہنچنے پر تصدیقات کے مراحل طے کرنے کے بعد وہیں کرونا کے ٹیسٹ بھی کروائے گئے۔ آگے جائیں تو مین گیٹ پر معمول کی چیکنگ کے بعد تھوڑا آگے جا کر ''ملاقات'' کی عمارت دکھائی دیتی ہے۔ پہلا دروازہ مستورات اور دوسرا حضرات کے لئے ہے جہاں مستعد کارکنان نہایت خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہر روز کی ملاقات کی ایک نمبروار فہرست لگادی جاتی ہے۔ اس روز ہمارا سولہ میں سے نواں نمبر تھا۔ اس دوران مہمانوں کی چائے پانی سے تواضع کی جاتی ہے اور طریق کار سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ باری آنے پر دفتر پرائیویٹ سیکریٹری کے سامنے اور پھر دفتر میں جا کر انتظار کرنے کے بعد جب پہلے ملاقات کرنے والے نکل جاتے ہیں تو اگلے منتظرین کو بلا لیا جاتا ہے۔ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی میز کے سامنے کچھ فاصلہ پر کرسیاں بچھی ہوتی ہیں۔ جہاں پیارے آقا کو سلام کرنے کے بعد بیٹھ جانے کا ارشاد ہوتا ہے۔

اس ارشاد کی تعمیل کے ساتھ ایسے محسوس ہوا گویا کائنات کی حرکت تھم گئی ہے۔ اپنے محبوب کی زیارت کا ہر لمحہ سالوں سے زیادہ اہم اور زندگی کا سرمایہ لگنے لگا۔ عزیزم ظافر احمد سلمہ بھی جذبات سے مغلوب ہو چکا تھا۔

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو
ورنہ پیشِ یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

خاکسار کے مہدی آباد کے مختصر ذکر کرنے کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ نے استفسار فرمایا: ''آپ نے بھی اپنا مکان بنایا ہے؟'' عرض کیا کہ خود تو نہیں بنا سکتا تھا البتہ دو بچوں نے خریدے ہیں اور باقی بھی کوشش میں ہیں۔

کرونا کی بدولت بعض جماعتی تقریبات میں کچھ روکاوٹیں پیدا ہوئی ہیں ان سے قرآن مجید کے پہلے دور کے مکمل ہونے کے بعد احمدی بچوں کی زندگی کے اہم ترین پروگرام انکی تقریبِ آمین کے انعقاد پر بھی اثر پڑا۔ خاکسار کے نواسے عزیزی عاشر ہارون احمد ابن مکرم ظافر احمد سلمہٗ نے قرآن مجید کا پہلا دور گزشتہ سال مکمل کر لیا تھا اور اس کی از حد خواہش تھی کہ حضرت امیرالمومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ اس کی ''تقریبِ آمین'' فرمائیں۔ ظافر سلمہٗ نے اپنی بیٹی کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا میرے بیٹے عاشر نے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے اس کی آمین کے لئے گزارش ہے۔ اس پر حضور انور ایدّہ اللہ نے پوچھا کہ درخواست دی ہے۔ عرض کیا کہ دی تو تھی لیکن اس کا جواب ہی نہیں آیا اور بات یہیں اختتام پذیر ہوگئی۔

اسکے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے فوٹو کے لئے آگے آجانے کا ارشاد فرمایا۔ ہم دونوں میاں بیوی حضور انور کے دائیں اور عزیزم ظافر، دخترم عزیزہ ماہرہ، ان کے بچے عاشر، عائشہ اور فرحانہ بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ فوٹو کے بعد اب باہر نکلنے کا مرحلہ تھا لیکن عزیزم عاشر سلمہٗ نے جو حضور انور ایدّہ اللہ کے ساتھ ہی کھڑا تھا از خود ہمت کر کے اپنی آمین کے لئے عرض کر دیا۔ ''میں نے آپ سے آمین کرانی ہے'' جس پر پیارے آقا ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت اپنی الماری میں سے قرآن مجید نکال کر کھولا اور ایک جگہ انگلی رکھ کر فرمایا کہ یہاں سے پڑھو! پیارے آقا ایدّہ اللہ تعالیٰ نے عزیزم عاشر سے چند آیات سن کر ہم سب کو برکتوں بھری خوشیوں سے مالا مال کر دیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا ایدّہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خلافت کی نعمت سے ہمیں حقیقی رنگ میں مستفید ہونے کی توفیق بخشتا چلا جائے۔ آمین۔

بقیہ: تین سوالات کے جوابات...... از صفحہ 7

اور مجالس سوال و جواب باقاعدگی سے سنیں تو اس موضوع پر کئی گھنٹوں کی نصائح جماعت کو دی گئی ہیں۔ جنکا خلاصہ یہ ہے کہ بچوں کی دینی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیں۔ انہیں سوشل میڈیا کے بد اثرات سے حتی المقدور بچائیں۔ والدین گھروں میں اپنے نمونہ سے پاکیزہ ماحول بنائیں اور بچوں سے دوستانہ تعلق رکھیں۔ تا کہ بچے باہر گزرنے والے اچھے برے واقعات بغیر کسی ہچکچاہٹ کے والدین سے شئیر کریں۔ اگر والدین بچوں کے ساتھ ایسے تعلقات قائم کریں گے تو صرف جماعتی پروگراموں میں ہی نہیں بلکہ اسکولوں کالجوں باہر کے ماحول کی ہر اچھی بری خبریں والدین کو فوری ملتی رہیں گی۔ اس طرح شکایات کا فوری ازالہ ممکن ہو سکے گا۔

سوال نمبر: 3 ان جرائم کی سزا

تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا جماعت کے اندر کوئی نظام موجود ہے جو ان جرائم کی تحقیق کر کے ایسوں کو سزا دے۔ اور کیا اس میں عام احمدی اور عہدیدار میں فرق بھی کیا جاتا ہے۔

جو فوجداری نوعیت کے جرائم ہیں ملکی قوانین کی وجہ سے جماعت ان میں دخل نہیں دیتی۔ یعنی جو شریعت نے سزائیں مقرر کی ہیں اور حدود کہلاتی ہیں جیسے چوری میں ہاتھ کاٹنا قصاص یعنی قاتل کو قتل کرنا وغیرہ ایسی سزائیں جماعت نہیں دیتی ہاں کسی بھی قسم کے جرائم میں ملوث افراد کو جب جرم ثابت ہو جائے حسب موقعہ جو جماعتی سزائیں ہیں وہ دی جاتی ہیں اور انکا مقصد اصلاح ہے۔ جماعتی سزاؤں میں عہدے سے برطرف، ووٹ کے حق سے محرومی، جماعتی پروگراموں سے محرومی، چندہ نہ لینا اور اخراج از نظام جماعت وغیرہ کی سزائیں ہیں۔ ظاہر ہے اس میں امیر یا غریب اور عہدیدار یا غیر عہدیدار کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ ایسے معاملات میں بدنامی سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اس کا جواب آچکا ہے کہ ایسی بری باتوں کی تشہیر سے نظام جماعت بھی اور شریعت بھی منع کرتی ہے کیونکہ اشاعت فاحشہ خود ایک سنگین جرم ہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20؍اپریل 2022ء بروز بدھ دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم محمد کریم قریشی صاحب (ساؤتھ آل۔ یوکے)

11؍اپریل 2022 کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے اولین صحابی حضرت حافظ محمد امین صاحبؓ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے دو بھائی مکرم عطاء الرحمٰن قریشی صاحب اور مکرم عبدالقادر قریشی صاحب ہجرت کے وقت قادیان رہے اور بطور درویش خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد پاکستان میں سول میجر کے رینک سے ریٹائر ہوئے۔ آپ کو راولپنڈی جماعت میں لمبا عرصہ بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ لواحقین میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1۔ مکرم امان اللہ صاحب (ریٹائرڈ معلم سلسلہ۔ صوبہ بنگال)

25؍فروری 2022 کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو 1964ء میں اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1972ء میں قادیان میں معلم کی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد صوبہ بنگال اور آسام میں 32 سال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم ایک محنتی اور نڈر داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ ہندوؤں کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔ صوبہ بنگال اور آسام میں ان کے ذریعہ کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار خادم سلسلہ تھے۔ قرآن کریم سے بڑی محبت تھی اور گہرا مطالعہ تھا۔ خلافت کے سچے اطاعت گزار تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سید ظفر اللہ صاحب امیر ضلع و مبلغ انچارج ضلع بردھمان صوبہ بنگال کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔ مکرم رفیق احمد بٹ صاحب

30؍مارچ 2022ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے لمبا عرصہ صدر جماعت تتلے عالی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء کے پرآشوب حالات میں خود بھی ثابت قدم رہے اور اولاد کو بھی جماعت کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہنے کی تاکید کی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ آپ کو جہاں بھی موقع ملتا حق بات بڑے احسن انداز میں کرتے اور تبلیغ کا یہ شوق اپنی اولاد میں بھی پیدا کیا۔ 2010ء میں آپ اپنے بیٹے کے ساتھ موٹر سائیکل پر گھر واپس آ رہے تھے کہ گھر کے قریب کچھ معاندین نے آپ پر فائرنگ کی۔ جس سے آپ تو اللہ کے فضل سے محفوظ رہے لیکن بیٹے کو کمر اور کندھے پر فائر لگے لیکن فوری طبی امداد مہیا کرنے کی وجہ سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے چار نواسے واقف زندگی ہیں۔

3۔ مکرم سید طارق وسیم شاہ صاحب

30؍جنوری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم پیشہ کے اعتبار سے ٹھیکیدار تھے اور لاہور میں کئی مساجد کی تعمیر اور بحالی کا کام کروانے کی توفیق پائی۔ دارالضیافت ربوہ کے واٹر سپلائی کے ایک منصوبہ کو بھی اپنی ٹیم کے ہمراہ رضاکارانہ طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، ہمدرد، نیک، مخلص اور ایک نافع الناس وجود تھے۔ آپ نے صدر جماعت راج گڑھ کے علاوہ نگران ضلعی کمیٹی برائے اسیران راہ مولیٰ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ غریب طلباء، بیوگان اور ضرورت مندوں کی ہر طرح راہنمائی اور مدد کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

4۔ مکرم عبدالقیوم صاحب ابن مکرم حشمت علی صاحب

22؍جنوری 2022ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے زعیم انصار اللہ کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم نے فرقان فورس میں بہت عمدہ کارکردگی دکھائی۔ 1974ء کے فسادات میں مخالفین کا بڑی بہادری سے مقابلہ کرنے کا بھی موقع ملا۔ خلافت سے دلی وابستگی کا تعلق تھا اور خلیفۂ وقت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

5۔ مکرمہ حشمت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسحاق صاحب

25؍فروری 2022ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے چک نمبر 170 ٹی ڈی اے کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں اور چندہ وصول کرنے والے عہدیداروں کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ بھیجتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، خلافت سے انتہائی عقیدت کا تعلق رکھنی والی، ایک بااخلاق اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

6۔ مکرم محمد زید صاحب ابن مکرم ریاض احمد صاحب

11؍جولائی 2020ء کو 25 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے مقامی سطح پر قائد مجلس اور سیکرٹری وصایا نواں کوٹ احمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ دینی اور اخلاق لحاظ سے بہت اچھے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

7۔ مکرم اسد شفیق صاحب

20؍فروری 2022ء کو 30 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم جوانی کی عمر سے ہی عبادت گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ایک نیک، متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ دینی خدمت کا بہت شوق تھا۔ جہاں بھی رہے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور تین بہنیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ الفضل کی طرف سے تمام مرحومین کے لواحقین تعزیت قبول کریں)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اسامہ عمر جوئیہ۔ نمائندہ الفضل مایوٹ آئی لینڈ

Shimaoréزبان میں احمدیت کا تعارف

Shimaoréزبان یہاں کے چار جزائر میں بولی جانے والی کامن زبان سمجھی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے جماعت احمدیہ مایوٹ آئی لینڈ کو پہلی مرتبہ ایم ٹی اے ماریشس کے اسٹوڈیوز میں جماعت احمدیہ پر ایک مکمل سیریز مایوٹ کی لوکل زبان Shimaoréمیں ریکارڈ کرنے کی توفیق ملی ہے۔ یہ دورہ دونوں ملکوں یعنی ماریشس اور مایوٹ آئی لینڈ کے لئے ایک تاریخی دورہ تھا، جہاں ماریشس میں پہلی دفعہ ایک بیرون ملک سے ایک ٹیم پروگرام ریکارڈ کرنے کی غرض سے تشریف لے گئی تھی۔اسی طرح مایوٹ آئی لینڈ کے لئے بھی باقاعدہ اسٹوڈیوز میں اسلام احمدیت پر ایک سیریز ریکارڈ کرنا باعث فخر تھا۔

اس پروگرام کی تیاری میں تقریباً دو سال کا عرصہ لگا۔اس پروگرام کا مقصد مایوٹ کے لوکل لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانا ہے۔

آپ سب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ پروگرام اسلام واحمدیت کا پیغام ان جزائر میں پہنچانے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

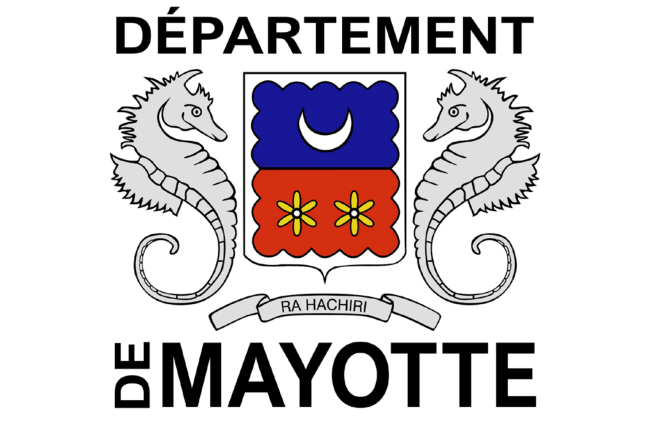

فقہی کارنر

رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے

اس بات کا ذکر (حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے) آیا کہ جو شخص جماعت کے اندر رکوع میں آ کر شامل ہو، اس کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرے مولویوں کی رائے دریافت کی۔مختلف اسلامی فرقوں کے مذاہب اس امر کے متعلق بیان کئے گئے۔آخر حضرت صاحب نے فیصلہ دیا اور فرمایا:۔

ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو، ہر حالت میں اس کو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔مگر ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تا کہ مقتدی سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔یا ہر آیت کے بعد امام اتنا ٹھہر جائے کہ مقتدی بھی اس آیت کو پڑھ لے بہرحال مقتدی کو یہ موقعہ دینا چاہئے کہ وہ سُن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ وہ اُم الکتاب ہے۔لیکن جو شخص باوجود اپنی کوشش کے جو وہ نماز میں ملنے کے لئے کرتا ہے۔آخر رکوع میں آ کر ملا ہے اور اس سے پہلے نہیں مل سکا تو اس کی رکعت ہوگئی۔اگرچہ اُس نے سورۃ فاتحہ اس میں نہیں پڑھی۔کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے رکوع کو پالیا اس کی رکعت ہوگئی۔مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ایک جگہ تو حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور تاکید کی کہ نماز میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں۔وہ اُم الکتاب ہے اور اصل نماز وہی ہے۔مگر جو شخص باوجود اپنی کوشش کے اور اپنی طرف سے جلدی کرنے کے رکوع میں آ کر ملا ہے تو چونکہ دین کی بنا آسانی اور نرمی پر ہے۔اس واسطے حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی رکعت ہوگئی وہ سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ دیر میں پہنچنے کے سبب رخصت پر عمل کرتا ہے۔میرا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ناجائز کام میں مجھے قبض ہو جاتی ہے اور میرا جی نہیں چاہتا کہ میں اُسے کروں اور یہ صاف ہے کہ نماز میں ایک آدمی نے تین حصوں کو پورا پالیا اور ایک حصہ میں بسبب کسی مجبوری کے دیر میں مل سکا تو کیا حرج ہے۔انسان کو چاہئے کہ رخصت پر عمل کرے ہاں جو شخص عمداً سستی کرتا ہے اور جماعت میں شامل ہونے میں دیر کرتا ہے تو اُس کی نماز ہی فاسد ہے۔

(الحکم 24 فروری 1901ء صفحہ 9)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ایفائے عہد

حسن اخلاق میں ایفائے عہد کی ایک بڑی خصوصیت ہے۔اگر وعدہ کر لیا جائے تو اسے اچھے طریقے سے پورا کرنا انسان کو قابل بھروسہ اور بااعتبار شخصیت بنا دیتا ہے۔

آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والے انسان تھے۔ابوسفیان سے جب قیصر روما نے پوچھا کہ محمد لوگوں کو کیا تعلیم دیتا ہے۔اور کیا اس نے تمہارے ساتھ کوئی بدعہدی یا غداری کی ہے تو ابوسفیان کی زبان سے اس کے سوا کوئی الفاظ نہ نکل سکے کہ وہ بت پرستی سے روکتا ہے اور حسن اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔اور اس نے آج تک ہمارے ساتھ کوئی بدعہدی نہیں کی۔

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

05 مئی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:25	18:47
مدینہ منورہ		04:20	18:53
قادیان		04:09	19:11
ربوہ		03:49	18:51
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:59	20:31